# مُسلم خاتون

حقوق، فرائض اور اوصاف

www.KitaboSunnat.com

مؤلف

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی

سابق استاذِ حدیث اسلامی یونیورسٹی، مدینہ منورہ

مکتبہ ضیاء السنۃ اسلام آباد

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

کتاب و سنت (محدث) لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- بسا اوقات کسی کتاب کو اس کی مجموعی افادیت کے پیش نظر پبلش کر دیا جاتا ہے جس کے مندرجات سے ادارہ کا کلی اتفاق ضروری نہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ھیں

کتاب: ......................مسلم خاتون

تالیف: ................... .... مولانا عبد الغفار حسن رحمانی

ڈیزائنگ: ................... مسز اویس ادریس العاصم

طبع اول: ................... ... 1998ء

طبع جدید: ................... .. 2021ء

تعداد: .................. .... 1100

ملنے کا پتہ

مکتبہ ضیا السنۃ

مسجد التوحید، گلی نمبر 62، G-10/4

اسلام آباد

Ph:03345138522

Ph:03225069519

---

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين۔

دین اسلام کی نمایاں خصوصیت ہے کہ اس میں معاشرے کے ہر فرد کو اس کا حق دیا گیا ہے، اور زندگی کے ہر حصے میں اس کے حقوق و فرائض کا تعین کر دیا گیا جیسا کہ خواتین کے بارے میں ہمارے دین میں ان کے مکمل حقوق و فرائض واضح کر دیئے گئے ہیں۔ جاہلیتِ قدیمہ اور جاہلیتِ جدیدہ میں جس طرح خواتین کے حقوق کو پامال کیا جارہا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اور جس طرح خواتین کو مغربی تہذیب کی نقالی میں ایک تجارتی مال سے زیادہ حیثیت نہیں دی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ والد محترم مولانا عبد الغفار حسن رحمہ اللہ نے خواتین کے حوالے سے قلم اٹھایا اور یہ کتابچہ تحریر فرمایا، جو کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں عورتوں کا مقام و مرتبہ واضح کرتا ہے۔

سب سے پہلے یہ کتابچہ مضامین کی شکل میں ''معیاری خاتون'' کے عنوان سے ماہنامہ عفت لاہور کے ۱۹۵۵ء / ۱۹۵۶ء کے شماروں میں بالاقساط شائع ہوا۔

اس کے بعد یہ مضامین مجموعی طور پر کتابی شکل میں جنوری ۱۹۷۸ میں رباط العلوم الاسلامیہ کراچی سے شائع ہوئے۔ بعد ازاں ۱۹۸۹ء اور ۱۹۹۳ء میں رباط العلوم الاسلامیہ نے مزید دو طبعات شائع کیں، ۱۹۹۴ میں تنظیم الدعوۃ الی القرآن والسنۃ، روالپنڈی نے یہ کتابچہ شائع کیا۔ ۱۹۹۵ء میں پھر رباط العلوم الاسلامیہ کی طرف سے اشاعت کا اہتمام کیا گیا۔ ۱۹۹۸ء میں رباط العلوم نے ''مسلم خاتون'' کے عنوان کے اضافہ شدہ طباعت کا اہتمام کیا۔

پاکستان میں اس کتاب کا آخری کمپوز شدہ ایڈیشن جولائی ۲۰۰۱ء میں تنظیم الدعوۃ الی القرآن و السنۃ کے اہتمام سے شائع ہوا تھا۔

چند سال قبل مکتبہ التفہیم مئوناتھ بھنجن۔ یوپی (ہند) سے بھی یہ کتاب بعنوان (آئیڈیل اور معیاری

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



خاتون بنیں) شائع کی گئی۔ اس کتاب کی مقبولیت اور مسلسل اشاعت کا اصل سبب یہ ہے کہ اس میں مولانا مرحوم نے اختصار اور جامعیت سے ایک مسلمان خاتون کے خدوخال پیش کر دیتے ہیں یہ آپ کے ہاتھوں میں ۱۹۹۸ء میں شائع شدہ نسخے کو نئے روپ میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اس کی اشاعت میں عزیزم کلیم حسین شاہ اور عزیزم اویس ادریس العاصم کا نہایت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایک دفعہ پھر اس کتابچہ کو عمدہ انداز میں پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

۱۷/صفر/۱۴۴۳ھ — ابو یاسر سہیل حسن

۲۴/ستمبر/۲۰۲۱ء — اسلام آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# فہرست مضامین


| | |
|---|---|
| پیش لفظ | 7 |
| معیاری خاتون کی بنیادی خصوصیات | 9 |
| معیاری خاتون کے بنیادی اوصاف | 11 |
| پاکیزہ زندگی۔ | 18 |
| تقویٰ | 19 |
| عورت کا زیور، شرم وحیا | 20 |
| زبان کی بے احتیاطی | 25 |
| فحش کلامی سے پرہیز | 31 |
| احسان فراموشی | 33 |
| فریب کاری اور ملمع سازی | 35 |
| حرص و حسد کا علاج | 36 |
| نیکی پھیلانے اور بدی مٹانے میں تعاون | 37 |
| نیکی میں تعاون کا عملی نمونہ | 39 |
| غلط ذہن و فکر کی اصلاح | 42 |
| بچوں کی تربیت | 44 |
| خواتین کی علمی سرگرمیاں | 46 |
| دو کردار | 48 |
| ازواج مطہرات کا نمونہ | 51 |
| گھر سے نکلنے کا آداب | 54 |
| مسلم معاشرے میں خواتین کا اعزاز و احترام | 56 |


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



| | |
|---|---|
| چند عمومی ارشاداتِ نبوی | 64 |
| اسلام میں عورت کا مقام | 66 |
| تعلیم | 72 |
| عبادت | 73 |
| مال اور جائداد رکھنے کا حق | 73 |
| اظہارِ خیال کی آزادی | 74 |
| جہاد میں شرکت | 75 |
| شریکِ حیات کے انتخاب کی آزادی | 76 |
| بوقتِ جنگ عورت کی طرف سے دی گئی ضمانت | 77 |
| امر بالمعروف و نہی عن المنکر | 77 |
| عورت کے لیے پرورش اولاد کا حق | 78 |
| عورت کے لیے پردہ کا حکم | 78 |
| مردوں کے لیے تعدّدِ ازدواج کی اجازت | 80 |
| عورت کی گواہی | 81 |
| وراثت | 83 |
| دیت | 84 |
| طلاق کا حق مرد کے لیے خاص ہے | 84 |
| عورتوں کا ملازمت یا تجارت کرنا | 85 |
| عورت کی سربراہی یا وزارت یا پارلیمنٹ کی ممبر سازی | 86 |

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



# پیش لفظ

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ.

معیاری خاتون کے عنوان سے میرے مضامین کا یہ مجموعہ ماہنامہ عفت (لاہور) کے ۵۵ء، ۵۶ء کے شماروں میں بالاقساط شائع ہوتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق وعنایت سے ان متفرق مضامین کو پہلی مرتبہ یک جا شائع کرنے کا موقع مل رہا ہے۔

اس امر میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ مسلمان خواتین ایک مسلم معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مسلمان عورت ماں کے روپ میں ہو یا بیٹی کے، بیوی ہو یا بہن، اپنے گھر کو سنوارنے پر آئے تو جنت کا نمونہ بنا دیتی ہے اور اگر بگاڑنے کی ٹھان لے تو جنت نشان گھرانے کو جہنم کی یاد دلاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ کے ہر دور میں خواتین کی تعلیم وتربیت پر بے حد زور دیا جاتا رہا ہے۔

مصر کے مشہور شاعر حافظ ابراہیم کے الفاظ ہیں:

الأُمُّ مَدْرَسَةٌ إِنْ أَعْدَدْتَهَا　　أَعْدَدْتَ شَعْبًا طَيِّبَ الأَعْرَاقِ

"ماں ایک درس گاہ ہے اور اس درس گاہ کو اگر سنوار دیا تو گویا ایک بااصول اور پاکیزہ نسب والی قوم وجود میں آگئی۔"

اللہ تعالیٰ نے خواتین کے لیے کن صفات کو پسند کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے آخری رسول محمد رسول اللہ ﷺ نے خواتین کے لیے کیا کیا ہدایات دی ہیں اور خود اپنے اور ازواج مطہرات کے اُسوہ کی شکل میں کن اخلاقی بلندیوں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اس کا مختصر سا تذکرہ آئندہ صفحات میں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے اور جس مقصد کے لیے اس مجموعہ کو ترتیب دیا گیا ہے اس میں کامیابی حاصل ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.
وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ.

عبدالغفار حسن

محرم ۱۳۹۸ھ / جنوری ۱۹۷۸ء

استاذ حدیث، جامعہ اسلامیہ
مدینہ منورہ

نوٹ: اس مجموعہ میں میرا تازہ مضمون "خواتین کے حقوق و فرائض" بھی شامل کیا جارہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# معیاری خاتون کی بنیادی خصوصیات

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (النحل: 97)

"جس نے مومن رہتے ہوئے نیک عمل کیے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور اس کے نیک اعمال کے مطابق ہم اس کو اجر وثواب بخشیں گے۔"

اس آیت میں چند اہم باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

۱- خدا کے ہاں قانونِ جزا کے لحاظ سے مرد اور عورت دونوں برابر ہیں، ایمان اور حُسنِ عمل کے اعتبار سے جس طرح فرائض و ذمہ داریاں مرد پر عائد ہوتی ہیں اسی طرح خواتین بھی ان کی پابند ہیں، یہ نہیں ہو سکتا کہ انسانوں کی ایک بڑی تعداد محض صنفی امتیاز کی بنا پر شریعت کی پیروی سے آزاد ہو جائے۔

۲- پاکیزہ زندگی اور آخرت کی بے پایاں نعمتوں سے ہم کنار ہونے کے لیے دو بنیادیں بتلا دی گئی ہیں:

الف: مومنانہ ذہن و فکر

ب: نیک اعمال و کردار سے زندگی کی آراستگی

ان دونوں بنیادوں کے بغیر محض رسمی طور پر مسلمان قوم میں شمار ہونے سے نہ دنیاوی راحت و مسرت میسر آسکتی ہے اور نہ اخروی سعادت و کامرانی حاصل ہو سکتی ہے۔

۳- مذکورہ بالا آیت میں "حیاتِ طیبہ" عطا کرنے کا وعدہ ایسے عام انداز میں کیا گیا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ بھی ایمان صحیح اور عمل صالح کے تقاضے پورے کریں گے ان کو نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صرف یہ کہ آخرت میں حیات طیبہ نصیب ہوگی بلکہ اس دنیا میں بھی وہ پاکیزہ زندگی کی مسرتوں سے نوازے جائیں گے۔

دنیا میں پاکیزہ زندگی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ایسے افراد لازماً ظاہری خوشحالی اور فارغ البالی سے ہم کنار ہوں، حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں پاکیزہ زندگی کا اصل سرمایہ وہ اطمینان قلب ہے جو ایک مومن کو قناعت، خودداری اور دوسروں سے بے نیازی کی بنا پر حاصل ہوتا ہے۔

ایمان اور عمل صالح سے ایک انسان اپنی زندگی کو اسی وقت آراستہ کر سکتا ہے جبکہ دین کا صحیح علم و شعور اسے حاصل ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

«نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ». (1)

"انصار کی عورتیں کیا ہی خوب ہیں، دین کے معاملہ میں فہم حاصل کرنے سے شرم و حیاء ان کو باز نہیں رکھتی۔"

عام حالات میں شرم و حیاء ایک خاتون کے لیے بیش بہا زیور ہے لیکن ایسی شرم و حیاء کس کام کی جو فہم دین کی راہ میں رکاوٹ بن جائے۔ مذکورہ بالا آیت اور روایت سے ایک معیاری خاتون کی مندرجہ ذیل خصوصیات معلوم ہوتی ہیں:

۱- دین کا صحیح علم و فہم

۲- اللہ تعالیٰ، اس کی ذات و صفات اور دوسری ایمانیات پر کامل یقین

۳- زندگی کے تمام شعبوں میں صالح اعمال کی پابندی

ایسی ہی خصوصیات کی حامل خواتین صحیح معنی میں اس وعدے کی مستحق ہو سکتی ہیں جو حیاتِ طیبہ کی شکل میں قرآن نے ان سے کیا ہے۔

---

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# معیاری خاتون کے بنیادی اوصاف

(۱) ﴿عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىِٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا﴾ (التحریم:5)

”اگر نبی تم سب کو چھوڑ دیں تو توقع ہے ان کا رب بدلہ میں دے دے ان کو تم سے بہتر عورتیں، اسلام و ایمان والیاں، خدا کی طرف یکسو ہونے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزے دار، بیاہی ہوئی اور بے بیاہی۔“

اس آیت میں نیک بیویوں کے چند اخلاقی اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

۱- مسلمات: اسلام والیاں یعنی جنہوں نے اپنی پوری زندگی خدا کی مرضی کے تابع کردی ہو۔

۲- مؤمنات: ایمان والیاں یعنی جن کے دل یقین کی دولت سے بھرپور ہیں۔ خدا کی ذات، صفات، فرشتوں، رسولوں اور روز قیامت پر ایمان رکھتی ہیں۔

۳- قانتات: یعنی جو عبادت کو یکسوئی اور دل کی توجہ کے ساتھ ادا کرتی ہیں۔ قنوت کے دوسرے معنی نماز میں قیام کے بھی لیے گئے ہیں۔

۴- تائبات: توبہ کرنے والیاں یعنی وہ اپنی عبادت اور خشوع و خضوع کی بنا پر زہد و تقویٰ کے فریب میں مبتلا نہیں ہوتیں بلکہ ان کو ہر آن اپنی لغزشوں، کوتاہیوں اور کمزوریوں کا احساس رہتا ہے اور خدا کے حضور توبہ و استغفار کے ذریعے سے معافی چاہتی رہتی ہیں۔

۵- عابدات: عبادت کرنے والیاں یعنی جو اپنی بندگی اور غلامی کا اعتراف کرتے ہوئے عبودیت کے تقاضوں کو پورا کر رہی ہیں۔

۶- سائحات: روزے دار، سائحات کی تفسیر میں مفسرین سے کئی معنی منقول ہیں۔ ان میں زیادہ مناسب ”روزے دار“ کے معنی ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اس آیت میں اس سے پہلے قانتات سے نماز کی طرف اشارہ تھا۔اب سائحات سے روزے کی اہمیت بتائی گئی ہے۔اس آیت میں ایک مسلم خاتون اور نیک بیوی میں جو بنیادی اوصاف پائے جانے ضروری ہیں، ان سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔

(۲) ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الأحزاب:35)

"بلاشبہ مسلم مرد اور مسلم خواتین، مؤمن مرد اور مؤمن خواتین، خدا کی طرف متوجہ ہونے والے مرد اور متوجہ ہونے والی خواتین، راست باز مرد اور راست باز خواتین، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزے دار مرد اور روزے دار عورتیں، عصمت کے محافظ مرد اور عصمت کی محافظ عورتیں، اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو یاد کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت کا سامان اور اجرِ عظیم تیار کیا ہوا ہے۔"

اس آیت میں مردوں کے پہلو بہ پہلو نیک خواتین کے دس اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

(۱) مسلمات

(۲) مؤمنات

(۳) قانتات

(۴) صادقات: راست باز، یعنی انہوں نے اپنے رب سے وفاداری کا جو عہد کیا ہے اور بندوں سے انہوں نے معاملات میں جو وعدے کیے ہیں ان سب میں وہ راست بازی اور سچائی پر کاربند رہتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(۵) صابرات: صبر والیاں، یعنی خدا کی بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرتے ہوئے جو بھی مصیبت آتی ہے اسے خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر لیتی ہیں۔ حالات کتنے ہی ناموافق ہوں اور ماحول کتنا ہی ناساز گار ہو لیکن وہ اپنی زبان، جذبات اور غصہ پر قابو رکھتی ہیں۔

(۶) خاشعات: خشوع والیاں، یعنی جن کی زندگی خاکساری اور تواضع کا نمونہ ہے اور ان کی عبادت میں بھی عاجزی و فروتنی پائی جاتی ہے۔

(۷) متصدقات: صدقہ دینے والیاں، یعنی ان کا دل بخل اور حرص جیسے گندے جذبات سے پاک ہے۔ سخاوت و فیاضی سے ان کی زندگی آراستہ ہے۔ خدا کے دین کی سربلندی کے لیے خرچ کرنا ان کے لیے باعثِ فرحت اور خلقِ خدا کی خدمت میں مال لٹانا ان کے لیے موجبِ راحت ہے۔

(۸) صائمات: روزے دار، خواہشات اور جذبات کو قابو میں رکھنے میں روزے کا نمایاں مقام ہے اس لیے یہاں اس کا ذکر زیادہ مناسب ہے۔

(۹) حافظات: اپنی عصمت کی محافظ، عفت و پاک دامنی انسانیت کا جوہر ہے خصوصاً صنفِ نازک کے لیے تو یہ زندگی کا بنیادی سرمایہ ہے۔ اس کے بغیر تو ایک عورت بے آب موتی کی سی وقعت نہیں بھی رکھتی۔

(۱۰) ذاکرات: اللہ کو یاد کرنے والیاں، یعنی جن کا دل بھی خدا کی یاد سے معمور رہتا ہے اور جن کی زبان بھی خدا کے ذکر سے تر رہتی ہے۔

مذکورہ بالا دس اوصاف میں کمی آئے یا کوتاہی ہو تو اللہ کے ذکر سے اس کی تلافی کی جا سکتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ لوہے کی طرح دل بھی زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ان کی صفائی کیسے ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تلاوت قرآن اور موت کو زیادہ یاد کرنے سے۔ (1)

(۳) ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ (الأحزاب:28)

"اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت کی خواہش مند ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ سامان دے دلا کر خوشگوار طریقے سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ، اس کے رسول (ﷺ) اور دارِ آخرت کی آرزو مند ہو تو (یاد رکھو) کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک کردار خواتین کے لیے (اپنے ہاں) بڑا اجر و ثواب تیار کیا ہوا ہے۔"

## پس منظر:

حدیث کی مشہور کتاب مسند احمد میں ایک طویل روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ازواجِ مطہرات کی طرف سے نان نفقہ کا مطالبہ شدت اختیار کر گیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس معاملہ میں دخل دیتے ہوئے اپنی صاحبزادیوں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا) کو سرزنش کرنی پڑی کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایسا مطالبہ نہ کیا جائے جس کے آپ متحمل نہیں ہو سکتے۔

---

1- شیخ البانی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو: مشکوٰۃ المصابیح (حدیث:2168)
اسی معنی کی ایک روایت سنن ترمذی میں موجود ہے: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، پھر جب وہ گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور استغفار اور توبہ کرتا ہے تو اس کے دل کی صفائی ہو جاتی ہے (سیاہ دھبہ مٹ جاتا ہے) اور اگر وہ گناہ دوبارہ کرتا ہے تو سیاہ نکتہ مزید پھیل جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے، اور یہی وہ "ران" ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت "كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون" میں کیا ہے۔"
(حدیث:3334)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس موقع پر مذکورہ بالا آیات نازل ہوئیں۔ صحیح مسلم میں بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے نزول کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

«إنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا مَا أُحِبُّ أَنْ تَعْجَلِي فِيهِ حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ، قَالَتْ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: فَتَلَا عَلَيْهَا ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ﴾ الآية. قَالَتْ: عَائِشَةُ أَفِيكَ أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ بَلْ أَخْتَارُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَأَسْأَلُكَ أَنْ لَا تَذْكُرَ لِامْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِكَ مَا اخْتَرْتُ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّفًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا لَا تَسْأَلُنِي امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ عَمَّا اخْتَرْتِ إِلَّا أَخْبَرْتُهَا». (1)

(اسی سے تقریباً ملتی جلتی روایت صحیح بخاری میں ہے) (2)

"یعنی آپ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میں تم سے ایک بات کہتا ہوں (لیکن ساتھ ہی) میں نہیں چاہتا کہ تم جلدبازی سے کام لو، تاوقتیکہ اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا معاملہ کیا ہے؟ آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ (میرا ایک ہی جواب ہے) میں اللہ اور اس کے رسول کو پسند رکھتی ہوں۔ ساتھ ہی میری گزارش ہے کہ میرے اس اختیار و پسندیدگی کا تذکرہ باقی ازواجِ مطہرات کے سامنے نہ فرمائیں، آپ نے فرمایا: (ایسا نہیں ہو سکتا) مجھے اللہ تعالیٰ نے سخت خُو بنا کر نہیں بھیجا ہے، بلکہ مجھے ایسا معلم بنا کر بھیجا ہے جو سہولت و آسانی کی راہیں ہموار کرنے والا ہو، مجھ سے جس بیوی نے بھی تمہارے طرزِ عمل کے بارے میں سوال کیا، میں اسے صاف صاف بتا دوں

---

1- صحيح مسلم، رقم:1475، مسند أحمد، 328/3، واللفظ له.

2- صحيح البخاري، رقم:2468.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گا۔"

ان آیات اور حدیث کے مطالعہ سے معیاری خاتون کے چند نمایاں اوصاف سامنے آتے ہیں:

۱- ایک بلند کردار معیاری خاتون کی نگاہ میں دنیاوی آرائش وزیبائش اور تکلفات کے مقابلہ میں، اللہ اور رسول کی خوشنودی اور آخرت کی فلاح وکامرانی مقدم ہوتی ہے۔

۲- ایک نیک، پاک سیرت خاتون دوسری خوشحال عورتوں کی ریس میں یا اپنی برتری کا مظاہرہ کرنے کے لیے شوہر کی بساط سے زیادہ مطالبات کی بھرمار نہیں کرتی، بلکہ وہ نہایت قناعت پسند اور وفا شعار ہوتی ہے کہ شوہر سے نیک کاموں میں تعاون کرتے ہوئے اپنے ذرائع آمدنی کے مطابق کفایت شعاری کے ساتھ زیادہ سے زیادہ سادہ زندگی گزارنا اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتی ہے، یہی وہ خاتون ہے جس کے بارے میں ایک حدیث میں ہے:

«خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ».

" متاعِ دنیا میں سے بہترین شے نیک کردار صالح بیوی ہے۔"

ساتھ ہی اس روایت سے مثالی شوہر کا ایک اعلیٰ کردار نمایاں ہوتا ہے۔ مثالی شوہر اپنی بیوی سے جھوٹے وعدے نہیں کرتا، گول مول باتیں نہیں بناتا بلکہ اصل صورتِ حال بیوی کے سامنے پوری وضاحت اور سچائی کے ساتھ رکھ دیتا ہے۔

(۱) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ».[1]

"عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا ایک متاع (سامانِ زیست) ہے اور دنیاوی زندگی کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔"

1- صحيح مسلم، رقم: 1467.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## تشریح:

صالح معاشرہ، میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات اور گھر والوں کی صالحیت پسندانہ زندگی ہی سے وجود میں آتا ہے۔ اس لیے نیک بیوی کو دنیا کی بہترین متاع قرار دیا گیا ہے۔ اگر عورت صالحیت و نجابت کے جوہر سے محروم ہے تو نہ اچھا خاندان وجود میں آسکتا ہے اور نہ صالح معاشرہ کی تشکیل ہو سکتی ہے۔

نیک عورت کی صفات کیا ہیں؟ اس کا جواب درج ذیل حدیث میں پڑھیے:

(۲) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَأَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ».[1]

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت جب پانچ وقت نماز کی پابند ہو، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عصمت کی محافظ ہو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو پھر جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو سکتی ہے۔"

اسلامی تعلیمات عبادت خالق اور خدمت مخلوق پر مشتمل ہیں۔ پہلے دو فقروں میں عبادتِ خالق کے دو بنیادی مظاہر (نماز، روزہ) بیان کیے گئے ہیں اور چوتھے فقرے میں خدمتِ خلق کی ایک ضروری شکل یعنی اطاعت شوہر کی تاکید کی گئی ہے۔ ایک خاتون کی اجتماعی زندگی میں شوہر کی خدمت و اطاعت ایک اہم حیثیت رکھتی ہے۔

ان دونوں کے درمیان تیسرے جملے کے ذریعے سے عفت و پاکدامنی پر ابھارا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر نہ تو عبادت خالق میں لطف آسکتا ہے اور نہ ہی اطاعت شوہر کا حق ادا ہو سکتا ہے۔

---

1- مسند أحمد، 191/1، تخريج مشكاة المصابيح، رقم: 3254.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# پاکیزہ زندگی

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: «یَا عَائِشَةُ اِیَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰہِ طَالِبًا»۔ (1)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! حقیر گناہوں سے بچتی رہنا اس لیے کہ ان کے بارے میں بھی اللہ کے ہاں باز پرس ہوگی۔“

## تشریح:

جس طرح کبیرہ گناہ ایک مسلمان کی نجات کو خطرے میں ڈال دیتا ہے اسی طرح صغیرہ گناہ کا معاملہ بھی کم خطرناک نہیں۔ صغیرہ گناہ بظاہر ہلکا نظر آتا ہے لیکن اسے بار بار کیا جائے تو دل زنگ آلود ہو جاتا ہے اور کبائر سے نفرت ختم ہو جاتی ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ”گناہ کو نہ دیکھو کہ وہ کتنا چھوٹا ہے بلکہ اس خدا کی بڑائی کو سامنے رکھو جس کی نافرمانی کی جسارت کی جا رہی ہے“۔

اگر مالک یوم الدین کی عظمت اور اس کے عذاب کی ہولناکیاں پیش نظر ہوں تو پھر چھوٹے چھوٹے گناہ پر بھی انسان دلیر نہیں ہو سکتا۔

---

1- سنن ابن ماجه، رقم: 4273.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



# تقویٰ

عَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى يَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذَرًا لِمَا بِهِ بَأْسٌ». [1]

"عطیہ سعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ اہل تقویٰ کا مقام نہیں پا سکتا تاوقتیکہ وہ ان چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے جن میں (بظاہر) کوئی حرج نہیں ہے، اس اندیشہ سے کہ کہیں وہ ان چیزوں میں مبتلا نہ ہو جائے جن میں جرح (گناہ) ہے۔"

## تشریح:

بعض اوقات جائز امور بھی حرام کاموں کا ذریعہ بن جاتے ہیں اس لیے ایک مؤمن کے سامنے صرف جواز ہی کا پہلو نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے اس لحاظ سے بھی چوکنا رہنا چاہیے کہ کہیں یہ جائز کام حرام کا ذریعہ نہ بن جائے۔

---

1- سنن الترمذي، رقم: 2451.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# عورت کا زیور، شرم وحیا

﴿وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ○ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ○ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (القصص:22-25)

”اور جب (مصر سے) موسیٰ علیہ السلام نے مدین کا رخ کیا تو فرمایا: اُمید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ دکھائے گا۔ جب آپ مدین کے پانی پر پہنچے تو وہاں انہوں نے لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے ہوئے پایا، اور ان سے الگ دو عورتوں کو پایا جو (اپنے جانوروں کو) روک رہی تھیں، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم پانی نہیں پلا سکتیں، جب تک کہ چرواہے واپس نہ لوٹ جائیں، اور ہمارا باپ بہت عمر رسیدہ ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سایہ کی طرف پلٹ آئے اور فرمایا: اے میرے رب جو کچھ تو نے خیر اور بھلائی اتاری ہے میں اس کا محتاج ہوں۔ پھر ان دونوں میں سے ایک شرم وحیا کا دامن تھامے موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچی، اس نے کہا: میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تا کہ آپ نے جو پانی پلایا ہے اس کا بدلہ دیں۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام ان لڑکیوں کے والد کے پاس پہنچے اور پورا قصہ انہیں کہہ سنایا تو انہوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



نے کہا: مت خوف کھاؤ، تم نے ظالم قوم سے نجات پالی ہے۔"

ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ مصر کی حکومت ان کے قتل کے درپے ہے۔ اس خبر کو سن کر موسیٰ علیہ السلام نے مصر کو خیر باد کہتے ہوئے مدین کا رخ کیا۔ (یہ سفر موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملنے سے قبل پیش آیا تھا)۔

اس سفر میں موسیٰ علیہ السلام کو جو واقعات پیش آئے ہیں وہ کئی پہلو سے خواتین کے لیے سبق آموز ہیں:

۱- گھر سے باہر کے کاموں کی ذمہ داری مرد پر ہے، اگر کوئی محرم گھر پر نہ ہو یا اتنا بیمار یا ضعیف ہو یا اسی قسم کی کوئی اور مجبوری ہو کہ باہر کی ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکے تو عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے، پھر بھی تن تنہا نہیں کم از کم دو عورتیں ہونی چاہئیں۔

۲- عورت کا اصل سرمایہ شرم و حیا ہے، اس لیے باہر نکلتے وقت لباس اور رفتار و گفتار میں اس کے تقاضے پوری طرح سامنے رہنے ضروری ہیں۔

۳- بوقت ضرورت ایک عورت اجنبی مرد سے گفتگو کر سکتی ہے، اس شرط کے ساتھ کہ شرم و حیا کا پورا لحاظ رکھا جائے۔

۴- شریف گھرانوں کی عورتوں کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ مردوں کی بھیڑ بھاڑ میں گھسنا پسند نہیں کرتیں خواہ اس وجہ سے ان کا کتنا ہی حرج ہو اور وقت کی کتنی بڑی قربانی دینی پڑے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی نظر میں مخلوط سوسائٹی کا کوئی جواز نہیں ورنہ یہ دونوں خواتین مردوں کے مجمع میں گھس کر شرم و حیا سے آزاد ہو کر پانی حاصل کر سکتی تھیں۔

۵- ایک شریف خاتون اپنی ضروریات پوری کرانے کے لیے غیر مردوں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتی، اگر کوئی ضرورت کے وقت سہارا دے دیتا ہے تو اس کی غیرت گوارا نہیں کرتی کہ بدلہ دیے بغیر اس احسان کو قبول کر لیا جائے۔

ان دونوں خواتین کا کردار جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صاحبزادیاں تھیں، آپ کے سامنے آگیا ہے۔ اس کردار نے معیاری خاتون کی ایک جھلک دکھا دی ہے، اس موقع پر موسیٰ علیہ السلام نے جو کردار پیش کیا ہے وہ بھی ہمارے نوجوانوں کے لیے انتہائی سبق آموز ہے۔

۱۔ خدمتِ خلق اور کمزوروں کو سہارا دینے کے لیے بلا معاوضہ بغیر کسی فرمائش کے خود آگے بڑھنا چاہیے۔

۲۔ بے بسی، بے کسی کی حالت میں صرف اپنے رب کو پکارا جائے وہ بھی اس طرح کہ ساری امیدیں اسی سے وابستہ ہوں۔

ایک معیاری خاتون کے لیے شرم و حیا کے ظاہری آداب کیا ہیں۔ اس کی مزید وضاحت حدیث میں اس طرح ملتی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا». [1]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہلِ جہنم کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا ہے۔ ایسے لوگ (ظالم حکمران) جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہیں، ان سے لوگوں کو پیٹتے ہیں۔ اور ایسی عورتیں جو (بظاہر) لباس پہنے ہوئے ہیں (لیکن) برہنہ ہیں۔ (حسن و جمال کے اظہار سے اپنی طرف) مائل کرنے والیاں، رفتار میں لوچ اور نزاکت کے ساتھ مٹکنے والیاں، ان کے جھومنے والے سر، اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہیں۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہو سکیں گی، اور نہ ان کو اس کی خوشبو،

1- صحیح مسلم، رقم: 2128.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مہک سے کچھ حصہ مل سکے گا۔حالانکہ اس کی خوشبو دور دراز اور وسیع فضا کو معطر کیے ہوئے ہو گی۔"

اس حدیث میں چند صفات ایسی بیان کی گئی ہیں جن سے ایک معیاری خاتون کو پرہیز لازمی ہے:

۱۔ کاسیات، عاریات: ان الفاظ کے شارحین حدیث نے کئی معنی بیان کیے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو کتاب و سنت اور لغت عرب کی روشنی میں یہ سب معانی اپنی جگہ درست ہیں۔

الف: ایسی خواتین جو باریک لباس پہنتی ہیں، جس سے بدن کا حسن و جمال جھلکتا ہے۔(اس میں وہ چست کسا ہوا لباس بھی شامل ہے جس کے زیب تن کرنے سے جسم کے نشیب و فراز نمایاں ہو جاتے ہیں) ایسی خواتین بیک وقت ملبوس (باپوشاک) بھی ہیں اور برہنہ (بے لباس) بھی۔

ب: وہ خواتین جو جسم کے ان بعض حصوں کو جنہیں ڈھانپنا ضروری ہے کھلا رکھتی ہیں، جیسا کہ آج کل عام رواج ہو گیا ہے کہ سینے کا بالائی حصہ کہنیاں اور بانہیں کھلا رکھتی ہیں، بلکہ بعض عرب ممالک میں گھٹنوں تک پنڈلیاں بھی لباس سے بے نیاز رہتی ہیں۔

ج: ایسی عورتیں جن کے جسم کا ہر حصہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے آراستہ ہے اور جن کی زندگی کا ہر لمحہ اس کی کرم فرمائیوں سے بھرپور ہے لیکن اس کے باوجود، زبان ذکرِ الٰہی سے اور دل جذبہ شکر سے محروم ہیں۔

د: ایسی عورتیں جو دنیا میں لباس و زینت کے تمام تکلفات میں ڈوبی ہوئی ہیں لیکن اپنی بے عملی کی بنا پر آخرت میں اس ثواب سے محروم رہیں گی جو لباسِ تقویٰ کی بنا پر حاصل ہو سکتا ہے۔

۲۔ ممیلات: ایسی خواتین جو آواز دار زیور، بھڑکیلے شوخ رنگ لباس اور تیز مہکتی خوشبو کے ذریعہ سے سوسائٹی کے نوجوانوں کی توجہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی ہیں۔

۳۔ مائلات: ایسی عورتیں جن کی چال میں سادگی اور وقار کے بجائے ناز و انداز اور کبر و تبختر کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مظاہرہ ہوتا ہے۔

۴۔ رؤوسهن كاسنمة البخت... الخ: اس جملہ سے ایسی عورتیں مراد ہیں جو اپنے حسن و جمال کی برتری اور بالوں کی کثرت ظاہر کرنے کے لیے اپنی چوٹیوں کو اس طرح لپیٹ لیتی ہیں کہ کوہان کی مشابہت پیدا ہو جائے یا مصنوعی بال لگا کر کوہان کی سی شکل بنالی جاتی ہے۔ مثالی خاتون وہ ہے جو شرم وحیا کے منافی ان حرکات سے اپنا دامن بچائے رکھتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# زبان کی بے احتیاطی

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (الحجرات: 11)

"اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ (جس کا مذاق اڑایا جارہا ہے) اس (مذاق اڑانے والے) سے بہتر ہو اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، (ہو سکتا ہے کہ وہ جس کا مذاق اڑایا جارہا ہے) ان (مذاق اڑانے والیوں) سے بہتر ہوں۔ اور (آپس میں) اپنی جانوں کو عیب چینی کا نشانہ نہ بناؤ اور نہ نام دھرو، کیا ہی برا نام ہے فسق، ایمان لانے کے بعد، اور جس نے توبہ نہ کی تو بس یہی لوگ ظالم ہیں۔"

اس آیت سے مندرجہ ذیل ہدایات اور احکام معلوم ہوتے ہیں:

۱۔ کوئی قوم اپنی مالی، خاندانی یا کسی دوسری برتری کی بنا پر کسی دوسری قوم یا گروہ کی ہنسی نہ اڑائے۔ کیوں کہ دولت، حکومت، جمال و نسب اور علمی و فنی وجاہت ان میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے کہ اس کی بنا پر کسی قوم کو برتر و بالا قرار دیا جائے۔ اصل برتری اور شرف کا انحصار انسان کی اپنی سیرت و کردار کی بلندی پر ہے۔

۲۔ دوسروں کے عیب تلاش کرنا، ان کو اچھالنا اور طنز و تعریض کا نشانہ بنانا بھی اسلامی رشتۂ اخوت کے منافی ہے۔

جس قوم کے افراد اس قسم کے امراض میں مبتلا ہوں اس کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور بجائے الفت و محبت کے نفاق و عناد کے جراثیم پوری اجتماعی زندگی میں پھیل جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۳- ایک دوسرے کو نام نہ دھرو، یعنی بُرے القاب اور ناموں سے کسی کو نہ پکارو اس طرح اپنی برتری اور دوسرے کی تحقیر کا پہلو نکلتا ہے جس کی تلخیاں پورے معاشرے کی فضا کو بگاڑ کر رکھ دیتی ہیں۔

اگر مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کیا جائے تو وہ خرابیاں پیدا نہیں ہوتیں جن کا ذکر بعد کی آیات میں کیا گیا ہے۔ مثلاً بدگمانی، عیب جوئی، غیبت اور چغل خوری۔

۴- مذکورہ بالا آیات میں "قوم" کے بعد "ولا نساء" کہہ کر عورتوں کو خاص طور پر ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اس استہزاء اور ہنسی مذاق کے مرض میں مبتلا نہ ہوں۔ قرآن پاک کے اس انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں یہ مرض کچھ زیادہ ہی پایا جاتا ہے۔ معیاری خاتون وہ ہے جو اپنا دامن اس قسم کی آلودگیوں سے بچائے رکھے۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس معاملہ میں صحابیات خصوصاً ازواج مطہرات پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ اگر کبھی کسی سے ذرا بھی لغزش ہو جاتی تو آپ سختی سے باز پرس فرماتے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

۱- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ: «لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ». [1]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ کو صفیہ سے ایسا اور ایسا ہونا کافی ہے۔ یعنی وہ پستہ قد ہے (اس سے بڑھ کر عیب کی بات اور کیا ہو سکتی ہے) آپ نے یہ سن کر فوراً فرمایا: (اے عائشہ) تم نے زبان سے ایسی بات نکال ڈالی ہے کہ اگر وہ سمندر میں ملا دی جائے تو (اپنی کڑواہٹ کی وجہ سے) سمندر کے پانی کا مزا بدل دے۔"

---

1- سنن أبي داود، رقم:4875.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس میں شبہ نہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا واقعتاً چھوٹے قد کی تھیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اندازِ گفتگو تحقیر کا پہلو لیے ہوئے تھا اس لیے آپ ﷺ نے فوراً تنبیہ فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبان کی ذرا سی بے احتیاطی انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے۔

۲- ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اسلام، نماز، جہاد اور دین کے دوسرے ارکان کی اہمیت بتانے کے بعد فرمایا:

«كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخِذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ قَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلىٰ وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلىٰ مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ».[1]

"اپنی زبان کو لگام دو، (معاذ رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے نبی اللہ! کیا ہم سے گفتگو اور بات چیت کرنے پر بھی باز پرس ہو گی؟ آپ نے فرمایا: اے معاذ (تیری ماں تجھے گم کرے) لوگ دوزخ میں اوندھے منہ اپنی زبان کی کترنوں کی وجہ سے ہی ڈالے جائیں گے۔"

گذشتہ صفحات میں بتایا گیا تھا کہ حرص، حسد اور نقالی جیسی مذموم صفات سے پاک ہونا معیاری خاتون کی ایک نمایاں خوبی ہے۔

ذیل میں اسی قسم کی بعض دوسری صفات کی نشاندہی کی جا رہی ہے:

۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، إِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ: «هِيَ فِي النَّارِ»، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ: فَإِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلَاتِهَا وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ الْأَقِطِ وَلَا تُؤْذِي بِلِسَانِهَا جِيرَانَهَا قَالَ: «هِيَ فِي الْجَنَّةِ».[2]

---

1- مسند أحمد، 231/5، سنن الترمذي، رقم:2616.

2- مسند أحمد، 440/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ فلاں عورت کی نماز، صدقات اور روزوں کا لوگوں میں بڑا چرچا ہے لیکن وہ اپنی زبان درازی اور بدکلامی سے پڑوسیوں کی جان مشکل میں ڈالے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔ اس شخص نے کہا کہ ایک دوسری عورت ہے جس کی نماز، صدقات اور روزوں کا تو بہت چرچا نہیں ہے، اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ صدقے میں پنیر کے ٹکڑے دے دیا کرتی ہے، لیکن ساتھ ہی اس میں یہ وصف ہے کہ وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو پریشان نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا: ایسی خاتون جنت کی ابدی نعمتوں اور راحتوں سے ہم کنار ہوگی۔"

اس روایت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ زبان کا بے احتیاطی سے استعمال کرنا انتہائی خطرناک اخلاقی مرض ہے، اس کی پاداش میں عابد وزاہد انسانوں کی بھی تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں اور ان کو دوزخ کا ایندھن بننا پڑتا ہے۔

۲۔ زبان کو قابو میں رکھتے ہوئے فرائض کے ساتھ ساتھ تھوڑی بہت نفلی عبادت ہو جائے تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ نفل نماز، صدقات و خیرات اور روزوں میں تو بہت سرگرمی دکھائی جائے لیکن زبان کو لگام نہ دی جاسکے۔

۳۔ اس حدیث میں پڑوسیوں کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کو شریعت نے کتنی اہمیت دی ہے، ان کے ساتھ بدسلوکی کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنی تمام نیکیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

۴۔ نماز روزہ کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ انسان کی سیرت بلند ہو۔ اس کی زبان پاکیزہ ہو اور اس کے معاملات خیانت اور بددیانتی کے دھبوں سے پاک ہوں۔ اگر عبادات سے سیرت کی یہ پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی عبادتیں بے روح ہیں جو محض رسمی یا نمائشی طور پر ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرلی جاتی ہیں۔ظاہر ہے کہ ایسی نمازیں اور ایسے روزے جہنم کے شعلوں سے کب ڈھال بن سکتے ہیں۔

نماز کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَوٰةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنكَرِ﴾ (العنکبوت:45)

"بلاشبہ نماز بے حیائی اور گناہوں سے باز رکھتی ہے۔"

یہ وہی نماز ہے جو دل کے لگاؤ کے ساتھ ادا کی جائے تو وہ خشیت اور تعلق باللہ پیدا ہوتا ہے جو دل ودماغ پر اثر انداز ہو کر سیرت و کردار کی اصلاح کا موجب بنتا ہے۔

## ایک اہم نکتہ:

مذکورہ بالا آیت میں قوم کا لفظ "نساء" کے بالمقابل بولا گیا ہے۔اس لیے یہاں قوم سے صرف مرد مراد لیے جائیں گے،اس انداز بیان میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ مسلم معاشرہ میں یہ خرابی تو پیدا ہو سکتی ہے کہ مرد آپس میں ایک دوسرے کا مذاق اڑائیں، اور اسی طرح عورتیں اپنی محفل میں ایک دوسرے کو ملامت و تحقیر کا نشانہ بنائیں لیکن ایک مسلم سوسائٹی میں اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ مرد عورتوں کا اور عورتیں مردوں کا مذاق اڑائیں، یہ اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ مخلوط سوسائٹی (Mix gathering) مسلمانوں میں رواج پا جائے۔ اسلام کا مزاج اس کے بالکل منافی ہے، عام مجالس اور اجتماعات تو کجا، عبادت کے لیے مساجد اور عید گاہوں میں بھی مردوزن کے اختلاط کی اجازت نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نماز باجماعت میں صفوں کی ترتیب اس طرح سے ہو کہ مردوں کی صف ہو، ان کے پیچھے بچوں کی اور پھر عورتوں کی۔[1]

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز کے بعد، مردوں کے مجمع سے خطاب فرمایا اور پھر خواتین کے مجمع کی طرف تشریف لے گئے۔[2] معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے اس

---

1- مسند أحمد، 342/5.

2- صحيح البخاري، رقم:979، صحيح مسلم، رقم:884.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مبارک اور روحانیت سے بھرپور موقع پر نماز کی ادائیگی کے لیے مردوں سے علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔

ایک اور حدیث میں ارشادِ نبوی ہے کہ مردوں کی صفوں میں بہتر صف ان کی پہلی صف ہے، اس کے برعکس عورتوں کی آخری صف کو بہتر صف قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح مردوں کی آخری صف اور عورتوں کی پہلی صف کو شر (بدتر) بتایا گیا ہے۔[1]

یہ اس لیے فرمایا گیا کہ عورتوں کی پہلی صف، مردوں کی آخری صف کے نسبتاً قریب ہوگی، اور یہ قرب شیطان کے لیے وسوسہ اندازی کا موقع فراہم کر سکتا ہے۔ ان تفصیلات کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں مخلوط تقریبات اور اجتماعات برداشت ہو سکتے ہیں۔ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ؟

---

1- صحیح مسلم، رقم:440.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# فحش کلامی سے پرہیز

عِنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلاً اِسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «ائْذَنُوا لَهُ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ» فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ قُلْتَ لَهُ: كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَتَى عَاهَدْتِنِي فَحَّاشًا، أَنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ أَوِ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ». (1)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے گھر والوں سے کہا: اسے اندر آنے دو، یہ اپنے قبیلہ کا کیا ہی برا شخص ہے۔ جب وہ آپ کے روبرو آکر بیٹھا تو آپ بہت ہی خندہ پیشانی سے پیش آئے، جب وہ آدمی چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے اس شخص کے بارے میں (پہلے تو) ایسا اور ایسا فرمایا، لیکن ملاقات کے وقت آپ اس سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ آپ نے فرمایا: تم نے مجھے فحش گو کب پایا ہے؟ قیامت کے دن بدترین انسان وہ ہوگا جس سے لوگ اس کی شرارت یا فحش کلامی کی بنا پر کتراتے ہوں۔"

## توضیح:

یہاں ایک نفسیاتی نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی کے بارے میں ہماری رائے چاہے کچھ بھی ہو لیکن اس سے جب بھی ملیں تو کھلے چہرے کے ساتھ ملیں۔ چڑچڑا پن، بدمزاجی اور فحش کلامی اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ عورتوں میں بالعموم یہ بیماری ہوتی ہے کہ اگر وہ کسی سے خفا ہوں یا کسی کے بارے میں

1- صحیح البخاري، رقم:6032.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ان کی رائے اچھی نہ ہو تو وہ اس سے جہاں بھی ملیں گی اپنی رائے کا اظہار اپنی گفتگو یا اپنے رویے سے ضرور کر دیں گی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تلخی اور کشمکش بھی بڑھتی ہے اور بدکرداری کی اصلاح بھی نہیں ہوتی۔ میٹھا بول اور مسکراتا چہرہ بہت سی تلخیوں اور نفس کی بہت سی شرارتوں کا بہترین علاج ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# احسان فراموشی

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيَّةِ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا فِي جَوَارٍ أَتْرَابٍ لِي فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَقَالَ: «إِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُنْعِمِينَ، قَالَ: لَعَلَّ إِحْدَاكُنَّ تَطُولُ أَيْمَتُهَا مِنْ أَبَوَيْهَا ثُمَّ يَرْزُقُهَا اللهُ زَوْجاً وَيَرْزُقُهَا مِنْهُ وَلَداً فَتَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَكْفُرُ فَتَقُولُ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْراً قَطُّ». (1)

"اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے، میں اس وقت ہم عمر سہیلیوں کے ہمراہ تھی۔ آپ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا: محسنوں کی ناشکری اور ناقدری سے بچو، تم میں سے ایک اپنے والدین کے ہاں عرصۂ دراز تک بے بیاہی بیٹھی رہتی ہے، پھر اس کے ہاں اولاد کی چہل پہل ہوتی ہے (ان تمام احسانات کے باجود) اگر کبھی کسی بات پر شوہر سے شکر رنجی ہو جاتی ہے تو اس لمبی رفاقت کو نظر انداز کر کے طوطا چشمی سے کہہ اٹھتی ہے کہ میں نے تو کبھی تجھ سے اچھا سلوک دیکھا ہی نہیں۔"

## توضیح:

اس روایت سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱- اگر کہیں عورتوں کا مجمع ہو اور تہمت کا اندیشہ بھی نہ ہو تو نامحرم ان کو سلام کر سکتا ہے۔

۲- اس حدیث میں عورت کے ایک خاص مزاج اور افتادِ طبع کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر کبھی شوہر سے ذرا سی ناراضگی ہو جائے تو ایک لمحہ میں اس کا سارا کیا کرایا ملیامیٹ کر دیتی ہے۔ صحیح معنوں میں گھریلو فضا اسی وقت خوشگوار ہو سکتی ہے جب شوہر کی صرف خامیوں اور عیوب ہی پر نگاہ نہ ہو بلکہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے محاسن اور خوبیوں کا بھی اعتراف کیا جائے۔ یہی ہدایت ایک دوسری حدیث میں مردوں کو بھی دی گئی ہے، جیسا کہ فرمایا:

«لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ».[1]

"یعنی کوئی مومن مرد (شوہر) کسی مومن عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے کہ اگر بیوی کی ایک عادت اسے ناپسند ہو تو ہو سکتا ہے کہ اس کی دوسری عادت اسے بھلی لگے۔"

---

1- صحیح مسلم، رقم:1469.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# فریب کاری اور ملمع سازی

(۱) عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي؟ فَقَالَ رسول الله ﷺ: «اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ».[1]

"حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ میری ایک سوکن ہے، میں چاہتی ہوں کہ شوہر جتنا کچھ مجھے دیتا ہے اس سے کہیں زیادہ خوشحالی اور زینت و آرائش کا مظاہرہ کروں، کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ آپ نے فرمایا: مصنوعی اور بناوٹی طور پر آسودگی اور خوشحالی کی نمائش کرنے والا ایسے شخص کی طرح ہے جس کے بدن پر از سر تا پا فریب کاری اور ملمع سازی کی پوشاک ہے۔"

## تشریح:

اس حدیث میں عورتوں کی ایک اخلاقی کمزوری کی نشاندہی کی گئی ہے۔ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ حرص، نقالی، اپنی ہم عمر یا ہم پلہ عورتوں کو چڑانے اور ان پر اپنی فوقیت جتانے کے لیے دوسروں سے کپڑا یا زیور مانگ تانگ کر اپنی خوشحالی اور برتری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

اس قسم کی بناوٹی ٹیپ ٹاپ سے چونکہ دوسروں کو اپنی پوزیشن کے متعلق غلط تصور دینا مقصود ہوتا ہے اس لیے آپ نے اسے فریب کاری اور ملمع سازی قرار دیا ہے۔ اور اگر کہیں سوکن سے مقابلہ ٹھن جائے تو پھر یہ جذبہ دو آتشہ اور سہ آتشہ ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اس مرض کا علاج دوسری حدیث میں آپ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

1- صحيح البخاري، رقم:5219، صحيح مسلم، رقم:2130.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# حرص وحسد کا علاج

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اُنْظُرُوْا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ وَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ»، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: «إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ». [1]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو دیکھو جو تم سے نیچے ہیں، ان کو نہ دیکھو جو تم سے اونچے ہیں، اس طرح تم اللہ کی ان نعمتوں کو حقیر نہیں جانو گے جن سے اس نے تم کو نوازا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے، آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی نگاہ ایسے شخص پر پڑے جو اس سے مال و دولت اور جسمانی بناوٹ کے لحاظ سے برتر ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ان کو دیکھے جو اس سے (مالی اور جسمانی) لحاظ سے کمزور ہیں۔"

ایک اور روایت میں اتنی مزید وضاحت ہے کہ دین کے معاملہ میں ان لوگوں کی زندگی سے سبق لینا چاہیے جو نیکی کے کاموں میں زیادہ سرگرم نظر آتے ہیں نہ کہ ان لوگوں کی زندگی نمونہ بنائی جائے جو دینی اور اخلاقی اعتبار سے دن بدن پستی کی طرف جارہے ہیں۔

اگر انداز فکر اور زاویہ نظر اس حدیث کے مطابق بدل جائے تو پھر دوسروں کے ہاں اعلیٰ کپڑوں اور بیش قیمت زیوروں کی بہتات دیکھ کر نہ تو حرص و طمع کی لہر دل میں اٹھ سکتی ہے اور نہ حسد کی آگ اطمینان و سکون کے خرمن کو جلا سکتی ہے۔

---

1- صحيح البخاري، رقم:6490، صحيح مسلم، رقم:2963.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# نیکی پھیلانے اور بدی مٹانے میں تعاون

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ (التوبۃ:71)

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں، بدی اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نوازے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم ہے۔"

اس آیت میں نیک کردار مرد اور صالح سیرت خواتین کی چند نشانیاں اور اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

۱- خدا کے دین کو غالب کرنے اور بھلائی کو پھیلانے کے لیے نیک مرد اور نیک خواتین آپس میں ایک دوسرے کے مددگار اور سہارا بنتے ہیں۔ یعنی صرف نیک بننے پر ہی قناعت نہیں کرتے بلکہ نیک بنانے کی بھی کوشش کرتے ہیں، پھر اس کے ساتھ ساتھ ان کی یہ دعوت و تبلیغ محض انفرادی ہی نہیں ہوتی بلکہ اجتماعی رنگ میں دین پسند نیک کردار مرد اور خواتین کا ایک جتھا پورے نظم و ضبط کے ساتھ اس کام کو انجام دیتا ہے۔

۲- معروف (نیکی) کا حکم دیتے ہیں۔

معروف کی چھوٹی بڑی بہت سی اقسام ہیں۔ سب سے بڑا اور اہم معروف یہ ہے کہ خدا کی زمین پر خدا کے دین کو قائم و غالب کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر یہ معروف قائم ہو جائے تو دوسری نیکیاں اپنے آپ پھلنے پھولنے اور پروان چڑھنے لگیں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۳- منکر (برائی) سے روکتے ہیں، اس وقت پوری دنیا میں سب سے بڑا منکر وہ باطل دین اور غلط تہذیب ہے جس کی وجہ سے انسانیت امن و انصاف اور حقیقی راحت و سکون سے محروم ہو چکی ہے۔ ایک مؤمن مرد اور ایک مؤمن خاتون کے لیے اس منکر کو مٹانا اسلام کا اولین فریضہ ہے۔

۴- نماز قائم کرتے ہیں، نماز سے ایک مسلمان کا اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ یہ تعلق باللہ وہ نعمت ہے کہ جس کی بنا پر امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا) نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) کی راہ کے خطرات کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے اور دعوت حق کے کارکن استقلال اور سکون و اطمینان کی سعادت سے اپنے آپ کو ہم کنار پاتے ہیں۔

۵- زکوۃ دیتے ہیں، نماز اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت کا ذریعہ بنتی ہے تو زکوۃ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے بندوں سے محبت، ہمدردی اور غم گساری کا موقع ملتا ہے۔ نیز دعوت و تبلیغ اور اقامتِ دین کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کے حل کا ایک بہت بڑا ذریعہ خود زکوۃ ہے۔

۶- اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، کوئی کام خواہ کتنا ہی اچھا ہو، خواہ وہ کتنے ہی مخلصانہ جذبہ سے کیا گیا ہو، اگر وہ خدا اور رسول کے احکام کے مطابق نہ ہو تو خدا کے ہاں اس کی کوئی وقعت نہ ہو گی۔

اس بنا پر ایک صالح مرد اور ایک معیاری خاتون کا بنیادی وصف یہ ہے کہ ان کا کوئی قدم خدا اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے دائرے سے باہر نہ اٹھنے پائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# نیکی میں تعاون کا عملی نمونہ

مندرجہ بالا سطور میں ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ کی تشریح کرتے ہوئے بتایا گیا تھا کہ مومن مرد اور مومن عورتیں بھلائی کے قائم کرنے میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے ہیں۔ بھلائی کے قائم کرنے کے لیے عملاً تعاون کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کی ایک واضح مثال مندرجہ ذیل حدیث میں ملتی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلَّى فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ».[1]

”ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو رات کو اپنے بستر سے اٹھ کر کھڑا ہوتا ہے (نفل) نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی جگاتا ہے اگر وہ انکار کرتی ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے ڈال دیتا ہے۔ (اسی) طرح اللہ تعالیٰ اس خاتون کو بھی اپنے رحم و کرم سے نوازتا ہے جو رات کو بیدار ہو کر نماز (نفل) پڑھتی ہے اور اپنے شوہر کو بھی جگاتی ہے، اگر وہ انکار کرتا ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے ڈال دیتی ہے۔“

## تشریح:

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کا باہمی تعاون نہ صرف یہ کہ فرائض

---

1- سنن أبي داود، رقم: 1450.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



میں ضروری ہے بلکہ اگر اس تعاون کی روح نوافل کے معاملے میں بھی کار فرما ہو تو ان کو بھی خوشگوار فضا میں ادا کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ اس حدیث میں ایسے میاں بیوی مراد ہیں جو فی الواقع اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتے ہوں، دین کے قیام اور غلبہ کے لیے ان کے دلوں میں تڑپ موجود ہو اور عملی طور پر فرائض کے پابند اور برائیوں سے متنفر ہوں۔ در حقیقت ایسے ہی میاں بیوی تزکیۂ نفس (دل کی صفائی اور روح کی تازگی) کے لیے رات کے پچھلے حصے میں نرم گرم بستر چھوڑ کر اللہ کے حضور حاضر ہو سکتے ہیں۔ ایسے ہی بندوں کی صفت اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا﴾

(السجدة:16)

"خواب گاہوں سے ان کے پہلو الگ ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے رب کو اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے پکارتے ہیں۔"

اس کے برعکس اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک بھی اسلام کے بنیادی تقاضوں ہی سے بے خبر ہے تو اس شکل میں اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کرنے سے بجائے خوشگوار فضا پیدا ہونے کے باہمی تعلقات میں تلخی اور بد مزگی پیدا ہو سکتی ہے۔

۳۔ چہرے پر پانی کے چھینٹے ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے نیک کردار میاں بیوی کی زندگی حسن معاشرت اور حسن سلوک کا بہترین نمونہ ہے۔ اگر کسی موقع پر اس نیک مقصد کے لیے پانی کے چھینٹے بھی ڈال دیے جاتے ہیں تو عشق و محبت کی آگ ذرا بھی سرد نہیں ہونے پاتی۔

۴۔ اس حدیث سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کے بندے نوافل کی ادائیگی کے لیے جب ایسا والہانی جذبۂ تعاون رکھتے ہیں تو فرائض میں ایک دوسرے کو پابند بنانے اور منکرات سے باز رکھنے کے لیے کیسے بے تاب رہتے ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عورت کی دین سے بے اعتنائی شوہر کے لیے اضطراب کا موجب ہو گی، اسی طرح مرد کی فرائض سے غفلت اور منکرات میں انہماک ایک معیاری خاتون کو ہر وقت بے چین اور بے قرار رکھنے کے لیے کافی ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# غلط ذہن و فکر کی اصلاح

عَنْ كَثِيرِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ إِذَا وُلِدَ فِيهِمْ مَوْلُودٌ يَعْنِي مِنْ أَهْلِهَا لَا تَسْأَلُ غُلَامًا وَلَا جَارِيَةً تَقُولُ خُلِقَ سَوِيًّا؟ فَإِذَا قِيلَ نَعَمْ قَالَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. (1)

"کثیر بن عبید سے روایت ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کنبہ میں کہیں بچہ پیدا ہوتا تو وہ سوال نہیں کرتی تھیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ بلکہ آپ یہ پوچھتیں: کیا صحیح سالم پیدا ہوا ہے؟ جب آپ سے کہا جاتا: "ہاں"۔ تو آپ فرماتیں: تمام حمد و ثنا جہانوں کے رب، اللہ کے لیے ہے۔"

## توضیح:

عام طور پر ہر جگہ اور خصوصاً عرب میں لڑکی کی پیدائش سے گھر والے انتہائی رنجیدہ ہو جایا کرتے تھے اور جب معلوم ہوتا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے تو خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غلط نظر و فکر کی اصلاح کی غرض سے اس موقع پر سوال کا انداز ہی بدل دیا، یعنی اصل سوال تو اس بات کا ہونا چاہیے کہ بچہ تندرست اور صحیح سالم بھی پیدا ہوا ہے یا نہیں، نہ کہ اس بات کی فکر کہ لڑکا پیدا ہوا ہے یا لڑکی۔

لڑکا ہو یا لڑکی دونوں خدا کی نعمت ہیں، ان دونوں میں سے کسی ایک کی پیدائش پر دل گرفتہ ہونا کفرانِ نعمت (ناشکری) ہے، جس کی سزا خدا کے ہاں انتہائی سخت ہے۔

بچے کی پیدائش کے موقع پر صرف الحمد للہ کے بجائے الحمد للہ ربِ العالمین کہنے میں بظاہر اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی کی پیدائش پر بالعموم اس بنا پر غم و غصہ کا اظہار کیا

---

1- صحيح الأدب المفرد، رقم:951.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جاتا ہے کہ اسے کہاں سے کھلائیں گے حالانکہ لڑکا ہو یا لڑکی، سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہے جس کا نمایاں وصف ربّ العالمین ہے۔

عَنْ كَثِيرِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَتْ: أَمْسِكْ حَتَّى أَخِيطَ نَقْبَتِي فَأَمْسَكْتُ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ خَرَجْتُ فَأَخْبَرْتُهُمْ لَعَدُّوا مِنْكِ بُخْلًا، قَالَتْ: أَبْصِرْ شَأْنَكَ إِنَّهُ لَا جَدِيدَ لِمَنْ لَا يَلْبَسُ الْخَلِقَ.[1]

"حضرت کثیر بن عبید سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ میں پیوند لگالوں، میں ٹھہر گیا، پھر میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: اگر میں باہر جا کر آپ کے اس عمل کی اطلاع کر دوں تو وہ آپ کے اس طرزِ عمل کو بخل قرار دیں گے۔ آپ نے فرمایا: اپنے حال پر نظر رکھو، یعنی جتنی چادر ہو اتنے ہی پاؤں پھیلاؤ، نیا لباس اس کے لیے نہیں ہے جو پرانا کپڑا پہننے میں عار محسوس کرتا ہو۔"

اس روایت میں ان خواتین کے لیے سبق ہے جو محض اپنی پوزیشن بناتے اور معاشرے میں نکّو بننے سے بچنے کے لیے آمدنی سے زیادہ لباس اور رہائش کے تکلفات میں خرچ کر ڈالتی ہیں اور انہیں قطعاً اس کی پروا نہیں ہوتی کہ کہیں پوزیشن بنانے کی یہ لت ان کے مردوں کا دیوالیہ ہی نہ نکال دے یا انہیں حرام مال کی طرف راغب نہ کر دے۔

پہلی روایت کی طرح اس ارشاد میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غلط ذہنیت کی اصلاح فرمائی ہے۔

1- صحيح الأدب المفرد، رقم: 367.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# بچوں کی تربیت

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ». (1)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں مگر تین قسم کے عمل باقی رہ جاتے ہیں، صدقہ جاریہ یعنی صدقہ و خیرات کی ایسی عام شکل جس سے لوگ طویل عرصہ تک فائدہ اٹھاتے رہیں، ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے، ایسی نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔"

عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ». (2)

"ایوب بن موسیٰ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ نہیں دیا۔"

یعنی اولاد کے لیے باپ کی طرف سے بہترین عطیہ اور گراں قدر تحفہ اچھا ادب اور صحیح تربیت ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهِمَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ». (3)

---

1- صحيح مسلم، رقم:1631.

2- سنن الترمذي، رقم:1952.

3- سنن أبي داود، رقم:495.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”بروایت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو نماز کی تاکید کرو جب کہ وہ سات برس کے ہوں اور نماز کے چھوڑنے پر ان کو مارو جب کہ ان کی عمر دس برس کی ہو جائے اور ان کو الگ الگ بستروں پر سلاؤ۔“

یعنی بچوں کو بچپن ہی سے دین کی تعلیم سے مانوس کرنا چاہیے۔ اگر سمجھانے، بجھانے اور زبانی تنبیہ کے باوجود نماز پڑھنے پر آمادہ نہ ہوں تو پھر ان پر مناسب انداز میں سختی بھی کی جاسکتی ہے۔ بچے جب دس سال کے ہو جائیں تو پھر ان کے بچھونے علیحدہ علیحدہ کر دیے جائیں ان کو ایک ساتھ سلانا درست نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



# خواتین کی علمی سرگرمیاں

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِعَائِشَةَ وَأَنَا فِي حَجْرِهَا وَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَهَا مِنْ كُلِّ مِصْرٍ فَكَانَ الشُّيُوخُ يَنْتَابُونِي لِمَكَانِي مِنْهَا، وَكَانَ الشَّبَابُ يَتَأَخَّوْنِي فَيُهْدُونَ إِلَيَّ وَيَكْتُبُونَ إِلَيَّ مِنَ الْأَمْصَارِ فَأَقُولُ لِعَائِشَةَ: يَا خَالَةُ هٰذَا كِتَابُ فُلَانٍ وَهَدِيَّتُهُ فَتَقُولُ لِي عَائِشَةُ: أَيْ بُنَيَّةُ فَأَجِيبِيهِ وَأَثِيبِيهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَكِ ثَوَابٌ أَعْطَيْتُكِ فَقَالَتْ فَتُعْطِينِي.[1]

"عائشہ بنت طلحہ کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زیر تربیت تھی۔ لوگ ہر شہر سے (علمی استفادہ کے لیے) ان کے پاس حاضر ہوتے تھے چونکہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں خاص اعزاز حاصل تھا۔ اس لیے بوڑھے اور جوان میری طرف رخ کرتے، ہدیے بھیجتے اور مختلف شہروں سے خط و کتابت کرتے۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کرتی، خالہ جان! یہ فلاں کا خط ہے اور یہ فلاں نے ہدیہ بھیجا ہے، آپ فرماتیں: پیاری بچی! خط کا جواب دے دو اور جو ہدیہ آیا ہے اس کا بدلہ چکا دو، اگر تمہارے پاس ہدیہ دینے کے لیے کچھ نہیں تو مجھ سے لے لو، پھر آپ بدلہ دینے کے لیے مجھے کچھ نہ کچھ عطا کر دیتیں۔"

## توضیح:

۱۔ پہلی صدی ہجری میں شرم و حیا اور پردے کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے مسلم خواتین علمی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتی تھیں بلکہ بعض خواتین تو خداداد قابلیت و صلاحیت کی بنا پر مرجع خلائق اور مرکزِ رشد و ہدایت بن گئی تھیں۔

---

1- صحیح الأدب المفرد، رقم: 851.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۲۔ ایک شریف خوددار خاتون کبھی اس خشکی اور خست کو برداشت نہیں کر سکتی کہ لوگ اس سے مسائل پوچھیں اور وہ جواب نہ دے، لوگ اس کو ہدیے اور تحائف بھیجیں اور وہ ان کا کوئی صلہ یا بدلہ نہ چکائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# دو کردار

سورۃ تحریم میں دو معیاری خواتین اور دو ناپسندیدہ عورتوں کا تذکرہ ان الفاظ میں آیا ہے:

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾ (التحریم:10)

"اللہ تعالیٰ نے منکرینِ حق (کی عبرت کے لیے) حضرت نوح کی بیوی اور حضرت لوط کی بیوی کی مثال بیان کی ہے۔ وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں۔ ان دونوں نے اپنے شوہروں کی خیانت کر ڈالی۔ وہ دونوں (نبی) اللہ تعالیٰ کی گرفت سے اپنی بیویوں کو نہ بچا سکے۔ ان سے کہا گیا کہ جہنم میں جلنے والوں کے ساتھ آگ کا مزا چکھو۔"

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ﴾

(التحریم:11، 12)

"اور ایک مثال فرعون کی بیوی کی ایمان والوں (کے لیے بطورِ سبق) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی ہے، جب کہ اس نے اپنے رب سے (گڑگڑاتے ہوئے فرعون کے مظالم سے تنگ آ کر) کہا تھا: اے میرے رب! اپنے ہاں جنت میں میرے لیے گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل (ستم رانی) سے نجات دے اور مجھے ظالم قوم (کے شر) سے بچا۔ (ایمان والوں کے لیے دوسری مثال حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مریم کی قرآن نے بیان کی ہے) عمران کی بیٹی مریم وہ ہے جس نے اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کی۔ اس میں ہم نے اپنی روح پھونک دی اور اس (مریم) نے اپنے رب کی باتوں اور کتابوں کو سچا جانا اور اس کا شمار بندگی کرنے والوں میں ہوا۔"

## تشریح:

حضرت نوح اور حضرت لوط علیہ السلام کی گھر والیوں کے ذکر میں عبرت کے چند پہلو سامنے آتے ہیں:

۱۔ شوہر تقویٰ، عبادت اور دوسری نیکیوں کے لحاظ سے خواہ کتنے اونچے مقام پر کیوں نہ ہو، عورت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور نہ وہ خدا کے عذاب سے بچ سکتی ہے تاوقتیکہ وہ خود اپنے آپ کو صحیح اعتقاد اور صالح اعمال سے آراستہ نہ کرلے۔ قرآن و سنت کی نصوص اس بارے میں واضح ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں باپ دادا کی پاکبازی اور شوہر کا زہد و تقویٰ کام نہ آئے گا۔ وہاں اصل سرمایہ نجات انسان کا خود اپنا حسن عمل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

«يَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا».[1]

"اے فاطمہ! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچالو۔ میں اللہ کی گرفت سے بچانے میں کچھ بھی کام نہ آسکوں گا۔"

۲۔ شوہر کی نیک عملی بیوی کو نجات تو کیا دلائے گی اس تعلق کی بنا پر عذاب میں ذرہ برابر تخفیف بھی نہ ہوگی۔ جو برتاؤ دوسرے مجرموں کے ساتھ ہوگا وہی ان سے کیا جائے گا جیسا کہ آیت کے آخر میں فرمایا: ﴿ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾ بلکہ سورہ احزاب کی آیت ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّأْتِ

1- صحيح البخاري، رقم: 4771، سنن النسائي، رقم: 3644.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مِنۡكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفۡ لَهَا الۡعَذَابُ ضِعۡفَيۡنِ﴾ (اے نبی کی بیویو! تم میں سے کسی نے اگر بے حیائی کا ارتکاب کیا تو اس کو دوگنا عذاب دیا جائے گا) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی خواتین کے لیے جو نیک بندوں سے قریبی تعلق کی بنا پر سربراہ کاری کے منصب پر فائز ہوں، دہری سزا دی جائے گی۔

۳- فرعون کی بیوی آسیہ کا طرزِ عمل ان خواتین کے لیے سراپا عبرت و نصیحت ہے جو اپنی بے عملی کے لیے غلط ماحول کو بہانہ بناتی ہیں۔ حضرت آسیہ چاروں طرف سے غلط ماحول اور فاسقانہ معاشرہ میں گھری ہوئی تھیں۔ پوری قوم ان کی مخالف تھی، خود شوہر خون کا پیاسا بن چکا تھا، دینِ حق قبول کرنے کی بنا پر ان کو چومیخا کر کے طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا لیکن ان تمام آزمائشوں کے باوجود اللہ کی بندی اپنی جگہ پر چٹان کی طرح جمی رہیں، ان کے پائے ثبات کو ذرا سی بھی لغزش نہ آئی۔

۴- حضرت آسیہ کے طرزِ عمل سے ایک دوسرا اہم سبق یہ ملتا ہے کہ ایسی نازک گھڑی میں جب کہ سوائے اپنے رب کے اور کوئی سہارا سامنے نہ ہو، صرف اسی سے فریاد کی جائے اور اسی کی ربوبیت کو وسیلۂ نجات بنایا جائے۔

۵- حضرت مریم کے دو نمایاں اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

الف: اللہ تعالیٰ کے احکام اور کتابوں کی تصدیق و تعمیل۔

ب: اپنی عفت و عصمت کی حفاظت۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک مسلمان خاتون کے لیے اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور احکام کی تصدیق و تعمیل کے بعد سب سے بڑا اور اہم وصف عصمت و پاکدامنی کی راہ اختیار کرنا ہے۔ ان اوصاف کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ازواجِ مطہرات کا نمونہ

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا﴾(الأحزاب:30، 31)

”اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب کرے گی، اسے دگنا عذاب چکھایا جائے گا اور یہ اللہ پر آسان ہے، اور جو تم میں سے اللہ اور رسول کی اطاعت بجالائے گی اور نیک عملی کے زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کرے گی ہم اسے دہرے اجر سے نوازیں گے، اور ہم نے اس کے لیے اچھی روزی مہیا کی ہوئی ہے۔“

ان آیات میں چند اہم امور کی طرف رہنمائی کی گئی ہے:

۱- جو لوگ قیادت ورہنمائی کے منصب پر فائز ہوتے ہیں، ان کی غلطی ایک فرد کی غلطی نہیں ہوتی کہ اس پر معمولی سزا دے کر معاملہ ختم کر دیا جائے، بلکہ وہ غلطی پوری ملت اور آئندہ نسل کے لیے خطرناک نمونہ بن سکتی ہے۔ اس لیے اس کی سزا بھی خدا کے ہاں دگنی چوگنی رکھی گئی ہے، اس لحاظ سے ان کی نیک عملی بھی دُوررس ہوتی ہے اس لیے خدا کے ہاں اس کی جزا بھی بے پایاں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ازواج مطہرات کے معاملہ میں بھی کار فرما ہے، ان آیات میں ازواج مطہرات کو مخاطب کرتے ہوئے تاکید کی گئی ہے کہ ان کے اعمال واخلاق اعلیٰ ترین معیار کے ہونے چاہئیں۔

۲- آیت نمبر ۳۱ میں معیاری خاتون کے دو نمایاں وصف بیان کیے گئے ہیں:

(الف) اللہ اور رسول کی فرمانبرداری۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(ب) عمل صالح کا اہتمام۔

یہاں عمل صالح سے پہلے اللہ اور رسول کی اطاعت پر زور دے کر واضح کر دیا گیا ہے کہ کوئی کام خواہ اہل وطن، سوسائٹی یا برادری کی نگاہ میں کتنا ہی اچھا ہو لیکن اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ماتحت نہیں کیا گیا ہے تو خدا کے ہاں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا﴾ (الأحزاب:32-34)

"اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم تقویٰ اختیار کرو (تو اس تقویٰ کا تقاضا یہ ہونا چاہیے) کہ تمہاری گفتگو میں لوچ نہ ہو، (کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ) جس کے دل میں کھوٹ ہے وہ کوئی امید باندھ بیٹھے۔ (گفتگو کرتے وقت) سنجیدہ اور بھلی بات منہ سے نکالو، اپنے گھر میں ٹکی رہو، اور قدیم جاہلی دور کی طرح بن سنور کر باہر نہ نکلو، نماز قائم کرو، زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔ بس اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دھودے اور تمہیں طہارت، نظافت سے خوب اچھی طرح نوازے اور جو کچھ اللہ (قرآن) کی آیات اور حکمت (سنت) میں سے تمہارے گھروں میں پڑھا جاتا ہے اسے یاد رکھو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ باریک بین خبردار ہے۔"

ان آیات میں ایک معیاری خاتون کی خصوصیات پیدا کرنے کے لیے مندرجہ ذیل ہدایات دی گئی ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۱- اگر کبھی بوقت ضرورت کسی اجنبی مرد سے گفتگو کرنی پڑے تو آواز میں لوچ اور نرمی نہیں ہونی چاہیے۔

۲- گفتگو کا انداز بھلا اور سنجیدہ رکھا جائے۔

۳- عورت کا اصل مقام اس کا اپنا گھر ہے، گھر سے باہر کسی ضرورت ہی کی بنا پر نکل سکتی ہے، لیکن اس صورت میں بھی بناؤ سنگھار اور شوخ نگاہی کے بجائے سادگی اور شرم و حجاب کا دامن تھامے رکھنا لازمی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# گھر سے نکلنے کا آداب

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

۱- «لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلْيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ وَفِي رِوَايَةٍ بُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ».(1)

"اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو، انہیں چاہیے کہ وہ (زینت و آرائش کا اظہار کیے بغیر) سادہ ہیئت میں گھروں سے نکلیں، ایک روایت میں ہے کہ گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔"

اس حدیث میں اجتماعی زندگی کے ساتھ ساتھ شرم وحیا کے تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے، اسلام میں اجتماعی زندگی کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا تقاضا تھا کہ مسلم خواتین دینی اجتماعات اور نماز باجماعت سے بالکل ہی بے تعلق نہ رہیں، اس لیے مردوں سے کہا جا رہا ہے کہ وہ عورتوں کی نیک خواہش کے راستہ میں رکاوٹ نہ بنیں، لیکن اس کے ساتھ ہی اگر عورتوں کو اس سلسلہ میں کھلی چھٹی دے دی جائے تو بہت سے فتنے بھی سر نکال سکتے ہیں اس لیے فرمایا کہ عورتوں کے لیے گھروں میں نماز کا اہتمام زیادہ بہتر ہے۔

۲- ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَإِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً».(2)

"ہر نگاہ (جو کسی اجنبی عورت کی طرف اٹھے) بدکار ہے، (اسی طرح) وہ عورت

---

1- سنن أبي داود، رقم:565، 567، نیز دیکھیے: صحیح ابن حبان، رقم:2214، واللفظ له، صحیح البخاري، رقم:900، صحیح مسلم، رقم:442.

2- سنن الترمذي، رقم:2786.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جو خوشبو مہکاتے ہوئے (مردوں کی) مجلس سے گزرے وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی (وہ بھی) بدکردار ہے۔"

اس روایت سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کے لیے بناؤ سنگھار اور خوشبو سے معطر ہو کر باہر نکلنے کو کس قدر شدت سے ناپسند کیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جب عورتوں پر نماز جیسی اہم عبادت کو مسجد میں ادا کرنے کے بارے میں اتنی شدید پابندیاں عائد کی گئی ہیں تو دوسرے مشاغل کے لیے گھر سے باہر نکلنے کے سلسلہ میں اسلامی شریعت کتنی سخت ہو گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# مسلم معاشرے میں خواتین کا اعزاز و احترام

اسلام سے قبل عورتوں کی کیا حالت تھی، ان کے حقوق کس طرح پامال ہوتے تھے اور ان پر ظلم و ستم کے کیسے کیسے پہاڑ ڈھائے جاتے تھے، یہ ایک ایسی داستان ہے جو کسی پڑھے لکھے انسان سے مخفی نہیں ہے۔ اس لیے تاریخ کے اس پہلو سے صَرفِ نظر کرتے ہوئے ذیل کی تفصیلات میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ایک مسلم معاشرے میں شریعت نے خواتین کو کیا اعزاز و اکرام بخشا ہے اور کون کون سے ایسے حقوق عطا کیے ہیں جو ان کی فطرت اور شرافت و عزت کے عین مطابق ہیں۔

باہمی تعلقات اور قرابت کے لحاظ سے عورت کے چار رشتے نمایاں ہیں:

ماں، بہن، بیوی، بیٹی

ان چاروں قریبی اور اہم رشتوں کے بارے میں قرآن و سنت کے احکام و ہدایات درج ذیل ہیں:

## ماں کا مقام:

۱۔ ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾ (لقمان:14)

"ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں (حسن سلوک) کا حکم دیا ہے۔ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے حمل کی مدت پوری کی، اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے۔ (یہ اس لیے ہے کہ) میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرے۔"

۲۔ ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ (الأحقاف:15)

"ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم دیا ہے۔ اس کی ماں نے اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مشقت کے ساتھ حمل میں رکھا اور مشقت وتکلیف کے ساتھ اس کو جنا۔ حمل اور دودھ چھڑانے (تک کا زمانہ کم از کم) تیس ماہ ہے۔"

ان دونوں آیات میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے لیکن ماں کا ذکر اس انداز میں ہوا ہے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کا حق باپ سے کئی گنا بڑھا ہوا ہے۔ اسی کی تشریح ذیل کی حدیث میں ملتی ہے:

۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: «أُمُّكَ»، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أُمُّكَ»، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أُمُّكَ»، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أَبُوكَ»، وَفِي رِوَايَةٍ: «ثُمَّ أَدْنَاكَ».[1]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور آپ سے سوال کیا: لوگوں میں سب سے زیادہ میرے حسن رفاقت کا حقدار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں، اس نے دوبارہ پوچھا، آپ نے فرمایا: تیری ماں، پھر اس نے سہ بارہ دریافت کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: تیری ماں، پھر اس کے چوتھی بار پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا باپ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: پھر دوسرے قریبی رشتے دار (حسب مراتب)۔"

۴- مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے بارے میں حسن سلوک کا حکم دیتا ہے، یہ الفاظ آپ نے تین بار دہرائے، اس کے بعد فرمایا: پھر اقرب فالاقرب کا خیال

---

1- صحيح البخاري، رقم:5971، صحيح مسلم، رقم:2548.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رکھو۔ (1)

۵- ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے، اپنی ماں سے، اپنے باپ سے، اپنی بہن سے، اپنے بھائی سے اور دوسرے رشتے داروں سے حسبِ مراتب اچھا سلوک کرو۔ (2)

اس حدیث میں نہ صرف یہ کہ ماں کا ذکر باپ سے پہلے ہے بلکہ بہن کا ذکر بھی بھائی پر مقدم رکھا گیا ہے۔

یوں تو روایات میں عام طور پر والدین کی نافرمانی سے روکا گیا ہے لیکن بعض احادیث میں صریح طور پر ماں کا ذکر ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے، آپ نے فرمایا:

۶- «اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّھَاتِ». (3)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنی ماؤں کی نافرمانی حرام ٹھہرائی ہے۔" (4)

## بہن اور بیٹی کا مقام:

۷- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: «مَنْ کَانَ لَہٗ ثَلٰثُ بَنَاتٍ اَوْ ثَلٰثُ اَخَوَاتٍ اَوْ اِبْنَتَانِ اَوْ اُخْتَانِ فَاَحْسَنَ صُحْبَتَھُنَّ وَاتَّقَی اللّٰہَ فِیْھِنَّ دَخَلَ الْجَنَّۃَ». (5) وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ: «فَاَدَّبَھُنَّ وَزَوَّجَھُنَّ وَاَحْسَنَ

1- الأدب المفرد، رقم:60، مسند أحمد، 131/4، سنن ابن ماجه، رقم:3661.

2- مسند أحمد، 227/2.

3- صحيح البخاري، رقم:2408، صحيح مسلم، رقم:593.

4- یہ اعزاز واکرام صرف حقیقی ماں ہی کے لیے مخصوص نہیں، بلکہ رضاعی ماں بھی اس عزت وتوقیر کی مستحق ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی۔ آپ اس کے اعزاز کے لیے کھڑے ہو گئے اور بیٹھنے کے لیے اپنی چادر بچھادی۔ لوگوں نے بعد میں بتلایا کہ یہ آپ کی رضاعی ماں ہیں۔ (الأدب المفرد)

5- صحيح ابن حبان، رقم:446.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



إِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ». (1)

"ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ہاں تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو لڑکیاں یا دو بہنیں ہوں پھر اس نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور ان کے (حقوق کے) بارے میں خدا سے ڈرتا رہا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ ابو داؤد کی روایت میں مزید یہ الفاظ ملتے ہیں۔ پھر اس نے ان کو ادب سکھایا، ان کا نکاح کر دیا اور ان سے حسن سلوک سے پیش آیا تو اس کے لیے جنت ہے۔"

بہن اگر عمر میں بڑی ہے تو وہ ماں کے حکم میں ہے، اس کا ادب و احترام قریب قریب اسی انداز پر ہونا چاہیے جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور اگر عمر میں چھوٹی ہے تو بھائی کے لیے ضروری ہے کہ تعلیم و تربیت اور عام برتاؤ میں اس کا اسی طرح لحاظ رکھے جس طرح ایک باپ اپنی بیٹی کا رکھتا ہے۔

۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک عورت اپنی دو لڑکیاں ہمراہ لیے ہوئے میرے پاس آئی، اس نے کچھ کھانے کو مانگا۔ میرے پاس صرف ایک کھجور تھی وہ میں نے اس کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اس عورت نے کھجور اپنی دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دی اور خود اس میں سے کچھ بھی نہ چکھا۔ یہ واقعہ بعد میں جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ نے فرمایا:

«مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ». (2)

یعنی "جو شخص لڑکیوں کے معاملہ میں آزمایا جائے یعنی اس کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوں اور پھر وہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے تو یہ لڑکیاں قیامت کے دن اس کے لیے آگ کے شعلوں سے آڑ بن جائیں گی۔"

---

1- سنن أبي داود، رقم:5157، سنن الترمذي، رقم:1916.

2- صحيح مسلم، رقم:2629.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس روایت میں لڑکیوں کو ابتلاء و آزمائش اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ اسلام سے قبل لڑکیوں کی پیدائش میں انتہائی عار اور شرم محسوس کی جاتی تھی۔ بعض قبائل تو اس معاملہ میں اتنے سنگ دل تھے کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینے میں بھی ان کو تامل نہ ہوتا تھا۔

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ﴾ (النحل:58، 59)

"جب ان میں سے کسی کو لڑکی ہونے کی بشارت ملتی ہے، تو اس کا چہرہ غم اور غصے کے مارے سیاہ پڑ جاتا ہے۔ اس بری خبر کو سن کر وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کہ اسے ذلت کے ساتھ قبول کرے یا اسے مٹی کے ڈھیر میں دفنا دے۔"

یا تو نفرت کا یہ حال تھا، یا پھر اسلامی تعلیم کے عام ہونے اور مسلم معاشرہ کے وجود میں آنے کے بعد دنیا نے یہ منظر بھی دیکھا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ۷ھ میں عمرے سے فارغ ہو کر مکہ سے واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی یتیم بچی چچا چچا کہتی ہوئی آن پہنچی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اسے گود میں لے لیا۔ اس موقع پر حضرت علی، زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے درمیان نزاع برپا ہوا کہ اس یتیم بچی کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کا شرف کسے حاصل ہو؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دلیل پیش کی کہ چونکہ میں نے اسے آگے بڑھ کر گود میں لے لیا ہے، اور یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اس لیے اس کی پرورش کا میں زیادہ حق دار ہوں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ میرے چچا کی لڑکی ہے، اور اس کی خالہ میرے گھر میں ہے اس لیے یہ لڑکی مجھے ملنی چاہیے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی ہے اس کی پرورش کا حق مجھے ملنا چاہیے۔ (یہ انہوں نے اس لیے کہا کہ زید بن حارثہ اور حضرت حمزہ کے درمیان آپ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نے مؤاخاۃ اور بھائی چارہ قائم کیا تھا)۔ آپ نے یہ کہتے ہوئے کہ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے لڑکی کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حوالے کردیا۔[1]

یہ ہے اسلامی تعلیم کا وہ انقلاب انگیز اثر کہ اپنی بچی نہیں بلکہ دوسرے کی یتیم لڑکی پالنے کے لیے مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس روایت سے خالہ کا مقام بھی متعین ہو جاتا ہے، ماں کی عدم موجودگی میں اس کا مرتبہ بھی ماں ہی کے برابر ہے۔

## بیوی کی حیثیت:

قرآن میں ارشاد ہے:

۱- ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (النساء:19)

"ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس چیز میں خیر کثیر پیدا کر دے۔"

۲- ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ (البقرة:228)

"عورتوں کے لیے معروف (انصاف) کے مطابق وہی حقوق ہیں جو ان پر (مردوں کی طرف سے) عائد ہوتے ہیں، ہاں مردوں کو ان پر ایک گونہ برتری حاصل ہے۔"

یہ برتری بھی دو امور کی بنا پر ہے:

(۱) مرد میں کچھ ایسی فطری صلاحیتیں اور توانائیاں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں کہ جن کا تقاضا ہے کہ قوامیت، نگرانی اور عائلی انجمن کی صدارت کی ذمہ داری مرد کو سونپی جائے۔

---

1- صحيح البخاري، رقم:2699.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(۲) عورت کے نان نفقہ، مہر اور گھر کی دوسری ضروریات کے پورا کرنے کا بوجھ بھی مرد ہی پر ڈالا گیا ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ».[1]

"مومنوں میں سے کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں بہتر ہے اور اپنی بیوی سے لطف و مہربانی سے پیش آتا ہے۔"

ایک اور روایت میں آپ نے فرمایا:

«خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي».[2]

یعنی "تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے بہتر ہے (پھر آپ نے اپنا نمونہ پیش کرتے ہوئے فرمایا) اور میں تم میں سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ».[3]

"کوئی مومن مرد اپنی مومن بیوی سے بغض نہ رکھے۔ اگر وہ اس کی ایک عادت کو ناپسند کرتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی دوسری عادت اسے پسند آجائے۔"

یعنی یہ تو ناممکن ہے کہ ایک عورت سراپا محاسن ہو، اس میں عیب و ہنر دونوں ہی ہوں گے۔ اس لیے مرد کی نگاہ صرف خامیوں اور کمزوریوں ہی پر نہ ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ اس کی خوبیاں بھی سامنے رہنی چاہئیں۔ اسی قسم کی ہدایت آپ نے عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے بھی فرمائی ہے۔

---

1- سنن الترمذي، رقم:2612

2- سنن ابن ماجه، رقم:1977.

3- صحيح مسلم، رقم:1469.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(یعنی شوہر کے عیوب اور خامیاں ہی پیش نظر نہ رہیں۔ بلکہ اس کے محاسن اور دوسرے احسانات کا اعتراف بھی ضروری ہے)۔

مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ عام انداز میں بھی آپ نے عورتوں کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی سے پیش آنے کی تاکید فرمائی ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں آپ نے بہت سے اہم مسائل کا ذکر فرمایا وہیں یہ بھی ارشاد فرمایا:

«أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ عَوَانٍ فِي أَيْدِيكُمْ».[1]

"سنو! عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، وہ تمہارے ہاتھ میں اسیر ہیں۔"

اس ارشاد میں عورتوں کو قیدیوں کے ساتھ تشبیہ اس معنی میں دی گئی ہے کہ مرد ان کی عزت وناموس کا محافظ ہے اور ان کے نان نفقہ کا ذمہ دار ہے۔

ایک مرتبہ خواتین کا ایک گروہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مردوں کی سختی اور زیادتی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا:

«لَيْسَ أُولَئِكَ بِخِيَارِكُمْ».[2]

یعنی اس قسم کے لوگ معاشرہ میں اچھے افراد شمار نہیں ہوسکتے۔

مذکورہ بالا تمام آیات وروایات سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ مسلم معاشرہ میں عورت کا مقام کیا ہے، اگر صحیح معنی میں اسلامی سوسائٹی وجود میں آجائے تو عورتوں کی موجودہ مظلومی کی حالت یکسر تبدیل ہوسکتی ہے۔

---

1- تخريج الكشاف للزيلعي، 297/1.
ألا واستوصوا بالنساء خيرا، فإنما هن عوانٌ عندكم. (سنن الترمذي، رقم:1163)
2- سنن أبي داود، رقم:1946.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# چند عمومی ارشاداتِ نبوی

## عقل مند کون ہے؟

عن شداد بن اویس قال قال رسول اللہ ﷺ: «الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا وتمنی علی اللہ»۔[1]

"شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عقل مند وہ ہے جس نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کیے، اور عاجزانہ (بے ہمت) وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کا تابع کر دیا اور اللہ سے (فضل و کرم کی) امیدیں باندھ لیں۔"

## مومن کی پہچان:

عن أبي سعيد عن النبي ﷺ قال: «مَثَلُ المؤمنِ ومَثَلُ الإيمانِ كمَثَلِ الفرَسِ في آخِيَّتِه يجولُ ثمَّ يرجِعُ إلى آخِيَّتِه وإنَّ المؤمنَ يسهو ثمَّ يرجِعُ إلى

---

1- سنن الترمذي، رقم:2459.

مزید ایک حدیث ملاحظہ ہو:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا». قَالَ: فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَكْيَسُ؟ قَالَ: «أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا، وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اسْتِعْدَادًا، أُولَئِكَ الْأَكْيَاسُ».

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ کے پاس ایک انصاری شخص آیا، اس نے آپ کو سلام کیا، پھر کہنے لگا: اللہ کے رسول! مومنوں میں سے کون سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو ان میں سب سے اچھے اخلاق والا ہے"۔ اس نے کہا: ان میں سب سے عقلمند کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو ان میں موت کو سب سے زیادہ یاد کرے، اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے سب سے اچھی تیاری کرے، وہی عقلمند ہے"۔ (سنن ابن ماجہ، رقم:4259)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الإيمانِ فأطعِموا طعامَكم الأتقياءَ وأولوا معروفكم المؤمنينَ». [1]

"ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن اور ایمان کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو کھونٹے سے بندھا ہوا ہے۔ گھومتا پھرتا ہے پھر اپنے کھونٹے کی طرف لوٹتا ہے، اسی طرح مومن سے بھی بھول چوک ہو جاتی ہے اور پھر وہ ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اپنا کھانا نیک کار لوگوں کو کھلاؤ اور اپنے احسان سے مومنوں کو نوازو۔"

## چار بیش بہا چیزیں:

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ قَالَ: «أَرْبَعٌ مَنْ أُعْطِيَهُنَّ فَقَدْ أُعْطِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ: قَلْبًا شَاكِرًا، وَلِسَانًا ذَاكِرًا، وَبَدَنًا عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرًا، وَزَوْجَةً لَا تَبْغِيهِ خَوْفًا فِي نَفْسِهَا وَلَا مَالِهِ». [2]

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں جسے میسر آگئیں اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل ہو گئی۔ (۱) شکر گزار دل (۲) خدا کو یاد کرنے والی زبان، (۳) مصیبت پر صبر کرنے والا بدن، (۴) ایسی بیوی جو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں خیانت نہیں کرتی۔"

---

1- مسند أحمد، 38/3، مسند أبي يعلى، رقم:1106 و 1332، صحيح ابن حبان، رقم: 616.
2- المعجم الأوسط للطبراني، رقم:7212، شعب الإيمان للبيهقي، رقم:4429.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# اسلام میں عورت کا مقام

مندرجہ بالا عنوان پڑھتے ہی پہلی چیز جو ذہن میں آئے گی وہ یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو ہر حیثیت میں، چاہے وہ ماں ہو یا بیٹی، بہن ہو یا رفیقہ حیات، انتہائی تکریم واعزاز کا مستحق گردانا ہے۔ شرفِ انسانیت میں مرد و عورت کی تفریق روا نہیں رکھی گئی ہے۔ کلامِ الٰہی میں جہاں باوصف مردوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کی بنا پر وہ اللہ تعالیٰ کی ابدی نعمتوں کے مستحق ٹھہرائے جاتے ہیں، وہاں بغیر کسی تفریق کے عورتوں کا بھی ذکر ہے۔ یہاں آیات کا استقصاء مقصود نہیں ہے، مثال کے طور پر چند آیات کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱- ﴿وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا﴾ (النساء:124)

"اور جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت، اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور رائی برابر بھی اس کی حق تلفی نہ ہو گی۔"

۲- ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل:97)

"جو شخص بھی نیک کام کرے کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مومن ہو تو (یاد رکھو) ہم ضرور اسے دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں بھی ایسے لوگوں کو ان کے اچھے اعمال کا اجر ضرور دیں گے۔"

۳- ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (التوبة:71)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



"اور جو مومن مرد اور مومن عورتیں (ہیں) یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحمت فرمائے گا۔ یقیناً اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔"

۴۔ ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الأحزاب:35)

"مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں، راست گو مرد اور راست گو عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں، بے شک ان (سب) کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجرِ عظیم مہیا کر رکھا ہے۔"

ذخیرۂ احادیث عورتوں کی مدح اور تحسین سے بھرا ہوا ہے، چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

مطلق خواتین کے بارے میں ارشاد فرمایا:

۱۔ «حُبِّبَ إِلَيَّ مِن دُنْيَاكُمُ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ».[1]

---

1- مسند أحمد، 285/3، سنن النسائي، رقم: 3949، امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، ملاحظہ ہو: المستدرك، 174/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”تمہاری دنیا میں سے میرے لیے خوشبو اور عورتوں کو محبوب بنایا گیا ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔“

ماں کے درجے کو ظاہر کرنے کے لیے یہ مشہور حدیث ملاحظہ ہو کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا:

۲- «مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صُحْبَتِي، قَالَ: أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ، قَالَ: أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ، قَالَ: أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ، قَالَ: أَبُوكَ». (1)

”والدین میں سے کون میری خدمات کا زیادہ حقدار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، پھر پوچھا: اس کے بعد کون، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، پھر پوچھا: اس کے بعد کون، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، پھر پوچھا: اس کے بعد کون، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ۔“

والدین اور خصوصاً ماں کے درجہ کو اس آیت میں بوضاحت بتایا گیا ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾ (لقمان:14)

”اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں تائید کی ہے (کہ ان کی اطاعت اور تاکید کرے) اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو برس میں (کہیں جاکر) اُس کا دودھ چھوٹتا ہے۔ اس لحاظ سے ہم نے اس کو حکم دیا کہ ہمارا بھی شکر گزار رہ اور اپنے والدین کا بھی (آخر کار) ہماری ہی طرف (تم سب کو) لوٹ کر آنا ہے۔“

بیٹیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



۳- «مَنْ يَلِي مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ».[1]

"جو شخص ان بچیوں کے سلسلہ میں آزمائش میں ڈالا جائے اور پھر وہ اُن سے حُسنِ سلوک کرے تو یہ بچیاں اس کے لیے جہنم کی آگ سے آڑ بن جائیں گی۔"

۴- «مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ، فَأَدَّبَهُنَّ، وَزَوَّجَهُنَّ، وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، فَلَهُ الْجَنَّةُ».[2]

"جس شخص نے تین بچیوں کی کفالت کی، انھیں زیورِ ادب سے آراستہ کیا اور ان کی شادی کر دی اور حسن سلوک کیا تو وہ جنت کا مستحق ہوا۔"

بیوی کی دوہری حیثیت (والدہ اور زوجہ) کی بنا پر زوجہ صالحہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۵- «الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ».[3]

"دنیا ایک متاع ہے، اور دنیا کا بہترین متاع نیک عورت ہے۔"



۶- «أَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ».[4]

"کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ ایک شخص کا سب سے بہتر خزانہ کیا ہے؟ وہ ہے نیک بیوی جب اس کی طرف دیکھے تو اُسے خوش کر دے، جب اُسے حکم دے تو اطاعت کرے اور جب اس سے دور ہو تو وہ اس کے (مال و متاع) کی حفاظت کرے۔"

ان آیات اور احادیث کے مطالعہ سے یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مرد و عورت دونوں یکساں مکلف قرار دیئے گئے ہیں اور اپنے اپنے اعمال کے جوابدہ ہیں اور اپنے حسن عمل

1- صحيح البخاري، رقم:5995.
2- سنن أبي داود، رقم:5147.
3- صحيح مسلم، رقم:1467.
4- سنن أبي داود، رقم:1664.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی ابدی انعامات کے حقدار قرار دیئے گئے ہیں۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں مرد و عورت کے درمیان اس یکسانیت کا اظہار کیوں نہیں ہو پاتا؟ اور خاص طور پر اسلام میں مرد اور عورت کے حقوق کے مابین تفاوت کیوں نظر آتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں ہمیں دونوں جنسوں کے درمیان حیاتیاتی (Biological) اختلاف کو مدِ نظر رکھنا ہوگا جس کی بنا پر یہ کہا جائے گا کہ جنس انسانیت میں مساوات کے ساتھ مذکورہ اختلاف کی بنا پر دونوں کے دائرہ کار میں اختلاف کا ہونا انتہائی ضروری امر ہے۔ دائرہ کار کے اختلاف کی بنا پر عورت کو ہیچ یا کمتر قرار نہیں دیا جائے گا۔ بالکل ایسے ہی جیسے ایک جسم کے تمام اعضاء انسانی جان کی بقا کے لیے اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہیں، گو بعض اعضاء، اعضاء رئیسہ کہلاتے ہیں اور بعض ان کے معاون۔

یا جیسے ایک مملکت کے شہری برابر حقوق کے مالک ہوتے ہیں لیکن کوئی بھی شخص اس مملکت کے حاکم اور محکوم کے فرائض و واجبات میں تفاوت کا انکار نہیں کر سکتا۔ بلکہ خود مملکت کے شہریوں میں ایک ڈاکٹر اور نرس، انجینئر اور الیکٹریشن، دکاندار اور صارف، آجر اور اجیر کے دائرہ کار میں اختلاف کو قدرتی قرار دے گا۔ ایسے ہی عورت کے خاص حیاتیاتی وجود کی بنا پر حمل، ولادت، رضاعت اور تربیت اولاد کے سلسلہ میں کوئی بھی مرد عورت کا سہیم و شریک نہیں قرار دیا جاسکتا اور یہ ظلم کی انتہا ہوگی کہ جو خاتون توالد و تناسل کے عمل میں ایک عظیم ذمہ داری اٹھائے ہوئے ہے۔ اُسے گھر کی معاشی کفالت کا بھی ویسے ہی ذمہ دار قرار دیا جائے جیسے کہ ایک مرد۔ مرد و عورت کے دائرہ کار میں اختلاف کو قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ﴾ (النساء:34)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



"مرد عورت پر قوام (نگران، محافظ، منتظم) ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے بعضوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال (عورتوں پر) خرچ کرتے ہیں۔ پس جو نیک عورتیں ہیں وہ وفا شعار ہوتی ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں (شوہروں کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں۔"

مرد کو قوامیت کے درجہ پر رکھا ہے تو عورت کو قنوت (اطاعت) اور محافظت کے۔ قوامیت کے اس استحقاق کی دو وجوہ ذکر کی گئی ہیں، ایک تو یہ کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر کچھ نہ کچھ فضیلت عطا کی ہے اور ظاہر ہے اس فضیلت سے مراد مرد کے قوائے جسمانی کا اُن کاموں کا متحمل ہونا ہے کہ جن کی ایک عورت متحمل نہیں ہو سکتی۔

دنیا کی ساری تاریخ شاہد کہ ابتدائے آفرینش سے اب تک جنگ و جدال، قتل و قتال، حاکمیت و ریاست اور معاش کی تلاش میں بر و بحر کے خزانوں پر ترکتازیوں میں مرد ہی نے اپنی اس جسمانی برتری کی بنا پر کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ جب کہ عورت نے ہمیشہ گھر کو سنبھالا ہے اور اولاد کو گوہر مراد بنانے کے لیے وہ عظیم کردار ادا کیا ہے کہ جس کی بنا پر خود ایک حیثیت سے مرد پر فضیلت رکھتی ہے۔

قوامیت کے لیے دوسری وجہ بتائی گئی: ﴿وَبِمَآ أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾ شادی کے موقع پر مرد کی طرف سے مہر کا دیا جانا، گھر کی معاشی کفالت کی ذمہ لینا کہ جس میں عورت کا نان نفقہ شامل ہے مرد کی معاشی طور پر کفیل ہونے کی طرف کھلا اشارہ ہے۔

اس آیت میں صالحہ خواتین کو ﴿قَانِتَاتٌ﴾ (اطاعت گزار) اور ﴿حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ﴾ (بہ حفاظتِ الٰہی نگہداشت کرنے والیاں ہیں) کا اعزاز دیا جا رہا ہے۔ گویا گھر ایک اکائی ہے جس میں ہر صورت ایک شخص سربراہ کی حیثیت رکھے گا تو دوسرا اس کے معاون کا۔ دونوں ہی اگر سربراہ کے مقام پر فائز ہو جائیں تو پھر اس کا انجام اس مملکت سے مختلف نہ ہوگا جس کے دو حاکم ہوں یا اس فوج کے انجام سے جس کے دو کمانڈر ان چیف ہوں، یا اُس بس کے جس کے بیک وقت دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ڈرائیور ہوں اور دونوں ہی اسٹیئرنگ وہیل سنبھالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہوں۔

عورت اور مرد کے دائرہ عمل کے جدا جدا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ایک جنس کے صرف حقوق ہی حقوق ہوں اور دوسرے کے صرف فرائض ہی فرائض، حقوق اور واجبات کی فہرست میں دونوں ہی اپنی جگہ پاتے ہیں۔ سوائے اس فرق کے جس کی طرف قبل ازیں اشارہ کیا گیا ہے اور جسے انتہائی جامع الفاظ میں یہ قرآنی تعبیر دی گئی ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (البقرة:228)

"اور دیکھو عورتوں کے لیے بھی دستور (شرعی) کے مطابق ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔ البتہ مردوں کو اُن پر (ایک گونہ) فضیلت حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے، حکمت والا ہے۔"

اب آیئے اُن حقوق وواجبات کی طرف جو اسلام نے جنسین کے لیے متعین کیے ہیں اور بجائے اس کے لیے حقوق وواجبات کو علیحدہ علیحدہ ذکر کیا جائے۔ زندگی کے مختلف گوشوں میں اسلام کی ان تعلیمات کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس باب میں مرد وعورت سے متعلق ہیں اور ان میں کہیں بالکل مساوات پائی جاتی ہے اور کہیں تفاوت کہ جس کی ایک وجہ پہلے ذکر کی جا چکی ہے اور دیگر وجوہ کا ذکر اپنی اپنی جگہ پر آجائے گا۔ پہلے ان گوشوں کا ذکر کیا جاتا ہے جہاں مرد وعورت میں تفاوت ملحوظ نہیں ہے:

### ۱۔ تعلیم:

نبی ﷺ کا واضح ارشاد ہے کہ:

«طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ».[1]

---

1۔ سنن ابن ماجہ، رقم:224.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



"علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

"ہر مسلمان" میں مرد و عورت دونوں آجاتے ہیں، علم سے اُصولی طور پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا علم مراد ہے، لیکن تبعاً وہ علوم بھی آجاتے ہیں کہ جن کا سیکھنا ہر انسان کے لیے اپنے اپنے میدان میں ضروری ہے۔ احادیث کے راویوں سے متعلق کتب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے لے کر اب تک ان بے شمار خواتین کے نام ملتے ہیں جو آسمانِ علم وادب پر ستاروں کی مانند چمکتی رہی ہیں۔

۲۔ عبادت:

خواتین کو ان کی گھریلو ذمہ داریوں کی بنا پر مردوں کی طرح مسجد کی حاضری کا پابند تو نہیں بنایا گیا ہے لیکن انہیں مسجد کی جماعت میں شریک ہونے سے روکا بھی نہیں گیا ہے، بلکہ عیدین کی حاضری پر ابھارا گیا ہے۔ یہ امر تعجب خیز ہے کہ حقوقِ نسواں کے حامیوں نے آج تک یہ نعرہ نہیں لگایا کہ جس طرح مرد مسجد کی پنج وقتہ حاضری کا مکلف ہے ویسے ہی عورت کو اس کا پابند کیوں نہیں کیا جاتا؟

۳۔ مال اور جائیداد رکھنے کا حق:

خواتین کو اپنی کمائی یا اپنی موروثہ یا اکتسابی جائیداد میں تصرف کا ویسے ہی حق حاصل ہے جیسے کہ مرد کو۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ہندوستان میں ہندو عورت کو 1956ء تک جائیداد رکھنے کا حق حاصل نہیں تھا، جب کہ اسلام نے یہ حق چودہ سو سال قبل عورت کو دے دیا تھا۔ مال کے استحقاق کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ (النساء:32)

"اور دیکھو اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں جو کچھ دے رکھا ہے اس کی تمنا نہ کرو (کہ کاش ہمیں یہ ملا ہوتا)۔ مردوں نے جو کچھ کمایا ہے اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مطابق ان کا حصّہ ہے اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصّہ ہے۔ ہاں اللہ سے اس کے فضل (کی دعا) مانگتے رہو۔ بے شک اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔"

عورت کو بھی صدقہ و خیرات پر ویسے بھی ابھارا گیا ہے جیسے مردوں کو، بلکہ اگر عورت اپنے خاوند کی کمائی میں سے بھی صدقہ دے دے تو اسے جائز قرار دیا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر عورت اپنے شوہر کے گھر میں سے صدقہ دے تو اسے اجر ملے گا اور اس کے شوہر کو بھی ویسا ہی اجر ملے گا اور خازن (کہ جس کے ہاتھ میں پیسے رکھے گئے ہیں) کو بھی۔ ان میں سے کسی کا بھی اجر دوسروں کے اجر کو کم کرنے کا باعث نہ ہوگا۔"(1)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: "اے اللہ کے رسول میرے پاس سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا جو کہ زبیر گھر لے کر آتے ہیں"۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: "اے اسماء دو اور صدقہ کرو، بند نہ باندھو تاکہ تمہارے (رزق پر) بھی بند نہ باندھا جائے۔"(2)

## ۴۔ اظہارِ خیال کی آزادی:

حکمرانِ وقت کے سامنے کسی مرد کا چیلنج کے انداز میں کھڑے ہو جانا بھی تعجب خیز خیال کیا جاتا ہے، چہ جائیکہ ایک عورت ایسی جرأت رندانہ کی مرتکب ہو لیکن اسلام نے اظہارِ خیال کی آزادی کی جس طرح ہمت افزائی کی اس کی بنا پر ہی ایسا واقعہ رونما ہو سکتا ہے جس کا ذکر مختصراً یوں ہے:

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہا کہ "تم لوگ عورتوں کے زیادہ مہر نہ باندھو"۔ اس کے بعد ایک عورت اٹھی اور اس نے بلند آواز سے کہا کہ "اے

---

1- صحيح البخاري، رقم:1425.

2- صحيح البخاري، رقم:2590.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عمر! اس معاملہ میں آپ کو دخل دینے کا حق نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم نے عورتوں کو زیادہ مال دیا ہو تو اس میں سے کچھ نہ لو" ﴿وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا﴾[1]، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات واپس لے لی اور کہا: "عورت نے صحیح بات کہی اور عمر نے غلطی کی۔"[2]

## ۵- جہاد میں شرکت:

میدانِ جنگ ایسی جگہ ہے کہ جہاں مرد بھی جاتے ہوئے گھبراتے ہیں، چہ جائیکہ خواتین وہاں جانے کی تمنا کریں۔ مرد و عورت کے طبعی فرق کی بنا پر اس عظیم ذمہ داری کو اصلاً مرد کے کندھوں پر ڈالا گیا ہے اور عورتوں کو اس سے معاف رکھا گیا جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین نے جہاد کی فضیلت کو دیکھتے ہوئے جہاد میں شریک ہونے کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «هلُمّ إلى جهاد لا شوكة فيه»[3] یعنی "تمہارے لیے وہ جہاد ہے جس میں قتل و قتال نہیں" یعنی حج اور عمرہ کی ادائیگی۔ لیکن عورتوں کے ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے بعض غزوات میں عورتوں کو وہ امور سرانجام دینے کی اجازت دی کہ جنہیں باآسانی سرانجام دے سکتی تھیں۔

بنی غفار کی ایک عورت کہتی ہیں کہ میں اپنے قبیلہ کی کچھ عورتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ آپ خیبر کے جہاد کے لیے روانہ ہو رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں تاکہ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں اور جہاں تک ہوسکے مسلمانوں کی مدد کریں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «على بركة الله» یعنی "اللہ برکت

---

1- (النساء:20)

2- أخرجه أبو يعلى كما في مجمع الزوائد، 284/4، تفسير ابن كثير، 212/2، سنن الكبرى للبيهقي، 233/7، نیز دیکھیں: إرواء الغليل، رقم:1927.

3- المعجم الأوسط للطبراني، رقم:4287، إرواء الغليل، 152/4.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دے، چلو"۔ (1)

انصاری خاتون ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی ہے میں مجاہدین کے کجاووں کی دیکھ بھال کے لیے پیچھے رہتی، ان کے لیے کھانا پکاتی، زخمیوں کا علاج کرتی اور مصیبت زدوں کی نگرانی کرتی۔" (2)

اسماء بنت یزید بن السکن، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے چچا کی بیٹی تھیں۔ ان کے بابت حضرت مہاجر بتاتے ہیں کہ انہوں نے جنگ یرموک میں خیمہ کی لکڑی سے نو رومیوں کو قتل کیا تھا۔ (بحوالہ خاتونِ اسلام، ص ۱۴۱) (3)

## ۶- شریکِ حیات کے انتخاب کی آزادی:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی نظام معاشرت میں اولیاء (جیسے باپ، بھائی، چچا، دادا وغیرہم) کو لڑکی کی شادی کے وقت ایک اہم کردار کرنا ہوتا ہے۔ خاص طور پر لڑکی کے لیے مناسب بَر تلاش کرنے کے سلسلہ میں، لیکن لڑکی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ والدین یا اولیاء کے انتخاب کو بہر صورت قبول کرے۔ وہ چاہے قبول کرے اور چاہے تو رد کر دے۔

ایک خاتون خنساء بنت خذام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں اور کہا کہ "میرے باپ نے میری شادی میرے ابنِ عم سے کر دی ہے تاکہ اپنی حیثیت اونچی کر سکے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہیں اپنی پسند کی شادی کا خود اختیار ہے۔" تو ان خاتون نے کہا کہ "میں اپنے والد کے انتخاب کو قبول کرتی ہوں، لیکن میں نے عورتوں کو یہ بتانا چاہا تھا کہ شادی کے معاملہ میں آباء کا کوئی دخل نہیں ہے۔" (4)

---

1- مسند أحمد، 271/5 و 371/6، سنن أبي داود، رقم:2729.

2- صحیح مسلم، رقم:1812.

3- المعجم الکبیر للطبراني، رقم: 19075.

4- صحیح البخاري، رقم:6945، البتہ اس حدیث کا دوسرا حصّہ "میں اپنے والد کے انتخاب کو قبول کرتی ہوں=

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



### ۷- بوقتِ جنگ عورت کی طرف سے دی گئی ضمانت:

جنگ کے موقع پر اگر ایک خاتون بھی کسی جنگی مجرم کو پناہ دے دے یا اپنی امان میں لے لے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ فتح مکہ کے موقع پر ام ہانی، جو کہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن ہیں، رسول اللہ ﷺ سے کہتی ہیں کہ "میں نے اپنے دوسسرالی رشتہ داروں کو پناہ دے دی ہے۔" تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے ام ہانی، جس کو تم نے پناہ دی تو ہم نے بھی اس کو پناہ دی۔"[1]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو پناہ دی تو ان کے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنا چاہا تو ام ہانی رضی اللہ عنہا نے اس بات کی آنحضور ﷺ سے شکایت کی تو نبی ﷺ نے اس شکایت کا ازالہ کیا اور ام ہانی کی پناہ کو قبول کیا۔[2]

اس روایت کی روشنی میں کیا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسلام نے سیاسی میدان میں عورت کو وہ حق عطا فرمایا ہے کہ جسے آج کل کی بزعم خود ترقی یافتہ اقوام بھی دینے سے قاصر ہیں۔

### ۸- امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾
(التوبة:71)

"اور جو مومن مرد اور مومن عورتیں (ہیں) یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ

---

= ...." سنن ابن ماجه، رقم:1874، میں موجود ہے۔

1- مسند أحمد، 341/6.

2- صحیح البخاري، رقم:357.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحمت فرمائے گا۔ یقیناً اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔"

مومن مرد اور عورت ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔ ولایت سے مراد ایک دوسرے کی نصرت ہے جس میں تمام اچھائیاں آگئیں جیسے نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا۔

## ۹- عورت کے لیے حضانت (پرورشِ اولاد) کا حق:

زوجین میں اگر طلاق واقع ہو جائے اور دونوں کی کم سن اولاد ہو تو یہ ایک پریشان کن صورت حال ہوتی ہے کہ بچوں کو ماں باپ میں سے کس کے حوالہ کیا جائے۔ انگریزی قانون میں میاں بیوی دونوں کو عدالت میں ثابت کرنا پڑتا ہے کہ وہ بچوں کی پرورش کے زیادہ حقدار ہیں اور پھر جج دونوں کے حالات کو دیکھ کر کسی ایک کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام میں یہ طے شدہ امر ہے کہ بچہ ماں کی کفالت میں دیا جائے اور سات یا نو سال تک ماں ہی کے پاس رہے گا۔ اگر بچی ہو تو بلوغت تک ماں کے پاس رہے گی اِلّا یہ کہ وہ دوسری شادی کر لے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو کہا:

«أنتِ أحقُّ به مالم تَنكِحي».(1)

"تم اس کی پرورش کی زیادہ حقدار ہو جب تک نکاح نہ کرو۔"

اب آیئے ان گوشوں کی طرف جن میں عورتوں کے حقوق بظاہر مرد سے کم نظر آتے ہیں اور جو ایک عرصہ سے مدارِ بحث بنے ہوئے ہیں۔

## ۱- عورتوں کے لیے پردہ کا حکم:

یہ امر کسی سے بھی مخفی نہیں ہے کہ ستر کے آداب مردوں اور عورتوں کے مختلف ہیں۔

---

1- مسند أحمد، 182/2، سنن أبي داود، رقم:2276.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عورتوں کو گھر سے باہر حجاب (پردے) کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے۔ طوالت کے خوف سے نفس آیات ذکر نہیں کی جارہی ہیں۔ گھر کے پردہ کے بارے میں آیات سورۃ النور نمبر ۳۱ اور باہر کے پردے کے بارے میں آیات سورہ احزاب ۵۳ اور ۵۹ نص قطعی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ پردہ کی حکمت میں ﴿ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ اور ﴿ذٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ﴾[1] کی توضیح اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اسلام ایک پاکباز معاشرہ تشکیل دینا چاہتا ہے جس میں نظر کی عیاشی یا بالفاظ دیگر آنکھ کے زنا کا راستہ روکا گیا ہے۔ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو بدکاری کی راہ دکھاتا ہے۔ اس لیے اسلامی تعلیمات کے مطابق نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی جلد شادی پر زور دیا گیا ہے تاکہ نکاح کے ذریعہ محصن (قلعہ بند) ہو سکیں اور اپنے آپ کو ذہنی آوارگی سے بچا سکیں۔

بے حجاب خواتین کس طرح عیاش مردوں کی ہوس کا نشانہ بنتی ہیں اور بنتی رہی ہیں، وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، مثلاً ایک خبر ملاحظہ ہو:

> "کچھ عرصہ قبل کراچی ائیرپورٹ سے ایک ائیر ہوسٹس کو گرفتار کیا گیا اس پر الزام یہ تھا کہ وہ منشیات اسمگل کرتی ہے۔ اسے گرفتار کر کے سی آئی اے سینٹر لایا گیا، جہاں اسے نہ صرف تشدد کا نشانہ بنایا گیا بلکہ کئی افراد اس کی عزت کے درپے بھی ہو گئے۔ مجبور اور بے گناہ دوشیزہ کی داد و فریاد عرش تک پہنچی تو ان اہلکاروں کے دل میں بھی کہیں سے رحم آ گیا اور انہوں نے اسے بتایا کہ وہ تو اسی کی طرح مجبور ہیں اور وہ خود بھی اس کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرنا چاہتے۔ انہوں نے حکومتِ سندھ کی ایک اعلیٰ شخصیت کا نام لے کر کہا یہ سب ان کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ تمہیں بہرصورت وہاں جانا ہے۔ ورنہ یہاں اگر ہم کچھ نہیں کہیں گے تو کوئی اور تمہارے ساتھ یہی کام کرے گا۔ اس لیے خود ہی وہاں جانے کے

---

1- (البقرۃ:232)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لیے تیار ہو جاؤ۔ اگر تمہاری آہ وزاری رنگ لے آئی تو شاید تم وہاں سے بھی بچ نکلو۔ چنانچہ اس ائیر ہوسٹس کو مذکورہ اعلیٰ شخصیت کے پاس پہنچایا گیا۔ جب اسے وہ لمحات یاد آتے ہیں تو وہ کانپ جاتی ہے اور اس پر غشی کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ اس واقعہ کی شروعات اس طرح ہیں کہ اسلام آباد سے آنے والی ایک فلائٹ کے درجہ اول میں سفر کرنے والی ایک اہم شخصیت نے اس ائیر ہوسٹس کو اپنا کارڈ دیا اور کہا کہ آپ جیسی خوبصورت لوگوں سے ہماری ملاقات رہنی چاہیے لیکن ائیر ہوسٹس نے شکریہ کے ساتھ کارڈ انہیں واپس لوٹا دیا۔ جیسے ہی طیارہ نے لینڈ کیا، اہم شخصیت نے اپنے ایک ہم راز اہل کار کو طلب کر کے ائیر ہوسٹس کو منشیات کی اسمگلنگ کے الزام میں گرفتار کرا دیا۔"[1]

ہر قیمتی چیز کو بچانے اور محفوظ رکھنے کے لیے حفاظتی ذرائع اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ حکومت کا ایک اعلیٰ عہدیدار جب بلٹ پروف گاڑی میں یا حفاظتی دستہ کے جلو میں سفر کرتا نظر آتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے قید کر دیا گیا ہے یا اس پر ناروا پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اگر ایک خاتون کو اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کے لیے حجاب کا راستہ بتایا جاتا ہے تو دراصل یہ اس کے اپنے فائدے کے لیے ہے۔ خاتونِ خانہ ایک جوہر آبدار ہے کہ جس کی حفاظت سے تغافل ایک مجرمانہ فعل ہے۔

### ۲- مردوں کے لیے تعدّدِ ازدواج کی اجازت:

مرد کو ایک سے زائد شادی کرنے کی اجازت بشرط عدل دی گئی ہے۔ جو شخص اپنی دو یا دو سے زیادہ بیویوں میں مکمل مساوات نہ کر سکتا ہو، اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرے۔ اگر کسی معاشرہ میں عورتوں کی تعداد مردوں سے کم ہو یا مساوی ہو تو تعدد ازدواج کے مواقع بہت کم پیدا ہوں گے۔ یہ صورتِ حال اس وقت پیش آتی ہے جب کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے

---

1- بحوالہ، ہفت روزہ تکبیر شمارہ 52، تاریخ 26 دسمبر 1991ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



زائد ہو۔ امر واقعہ یہی ہے کہ آئے دن کی جنگوں کی بنا پر اکثر ممالک میں مردوں کی تعداد عورتوں سے کم رہ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اگر ایک مرد کو تعددِ ازدواج کی اجازت نہ دی جائے تو ایک بہت بڑا معاشرتی مسئلہ کھڑا ہو جائے گا۔ وہ عورتیں جنہیں شوہر میسر نہ ہوں گے وہ یا تو راہبات کی طرح تجرد کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں گی جو کہ غیر قدرتی فعل ہے یا پھر بدکاری کا راستہ اختیار کریں گی جس سے معاشرہ میں اباحیت اور فحاشی فروغ پائے گی اور ناجائز اولاد کا شاخسانہ کھڑا ہو گا۔ غرضیکہ ایسی صورتِ حال میں ایک مسلمان عورت کا اپنے گھر میں سوکن کا وجود برداشت کرنا اس سے کہیں درجہ بہتر ہو گا کہ وہ شوہر کے لیے داشتاؤں کی موجودگی برداشت کرلے۔

### ۳- عورت کی گواہی:

بلاشبہ قرآن مجید میں سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۸۲ میں گواہی کا نصاب دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں بتایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ حکمت بھی ذکر کردی گئی کہ دو عورتیں اس لیے کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔ عورت ہو یا مرد، چار مواقع ایسے ہیں جہاں گواہی کی ضرورت پیش آسکتی ہے:

الف: حدود و قصاص سے متعلق جرائم: یعنی زنا، سرقہ اور قتل و غارت کے وہ واقعات جہاں مرد و عورت دونوں موجود ہوں۔ ایسے مواقع پر عورتوں کو عدالت میں گواہی کی تکلیف نہ دی جائے گی، صرف مردوں ہی کو بطور گواہ طلب کیا جائے گا گویا ایسے موقع پر خواتین کو غیر ضروری مشقت سے بچایا گیا ہے۔

ب: مالی معاملات: سورۃ بقرہ کی مذکورہ آیت کے مطابق ترجیح تو مرد گواہوں کو دی جائے گی لیکن دو مرد نہ ہونے کی صورت میں ایک مرد یا دو عورتوں کی گواہی قابل قبول ہو گی۔

ج: ایسے واقعات جو عام طور پر عورتوں ہی کے علم میں آسکتے ہیں جیسے حمل، ولادت، جنسی عیوب وغیرہ، ان واقعات میں سے ایک عورت کی گواہی بھی بغیر تردد قبول ہو گی۔

د: ایسے واقعات جن کا تعلق گو جرائم سے ہے لیکن صرف عورتیں ہی اس کی شاہد ہوں تو ائمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اربعہ کے نزدیک عورتوں کی گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی۔ وہ اس لیے کہ عام طور پر قتل یا زنا کے واقعات میں عورتوں کا ثابت قدمی سے کھڑا رہنا ایک مشکل امر ہے۔ اس لیے ان کی گواہی میں اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے اور یہ شریعت کا اصول ہے کہ اگر شبہ پیدا ہو جائے تو حد ساقط ہو جاتی ہے۔ اس باب میں ظاہر یہ کا مسلک زیادہ قرین قیاس ہے کہ اگر وقوعہ کے وقت صرف دو عورتیں ہی شاہد ہوں تو دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر تسلیم کی جائے گی، یعنی عام معاملات میں چار عورتوں کی اور زنا کے واقعات میں آٹھ عورتوں کی گواہی تسلیم کی جائے گی۔ ان کی رائے کے مطابق اگر عورتوں کی گواہی مطلق رد کر دی جائے تو پھر مجرموں کا حوصلہ بڑھے گا اور جرائم کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔

تفصیل مذکورہ سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ گواہی کے باب میں عورت کی حیثیت کو ایسے ہی تسلیم کیا گیا ہے جیسے مرد کی۔ لیکن ایک مرد کے بالمقابل دو عورتوں کی گواہی مانی گئی ہے جس کا تعلق عورت کی خلقت و طبیعت سے ہے۔ یہ بات اب ایک مسلمہ حقیقت تسلیم کر لی گئی ہے کہ عورتیں ایک واقعہ کی جزئیات کو اسی صحت و درستگی کے ساتھ بیان نہیں کر پاتی جیسے مرد۔ ایک مغربی محقق ڈاکٹر ہارڈنگ اپنی کتاب "The Way of All Women" میں لکھتا ہے:

> "اگر مردوں کو انسان کے باہمی تعلقات کے مسائل سے متعلق کام پر لگایا جائے تو یہ کام ان کے لیے کچھ خوش آئند نہیں ہوتا لیکن عورتیں ایسے کام بہت پسند کرتی ہیں۔ عورتوں کے لیے مشکل مقام وہ ہوتا ہے جہاں ان سے کہا جائے کہ کسی مسئلہ کے جزئیات پوری صحت کے ساتھ بیان کریں۔"(1)

ایک حدیث میں عورتوں کو ناقصاتِ عقل و دین کہا گیا ہے۔ ناقصاتِ عقل سے اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ جس کا مظاہرہ شہادت کے باب میں ہوتا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ شہادت کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حق نہیں ہے بلکہ ایک ذمہ داری ہے جس میں عورت کو ایسے ہی سہولت دی گئی ہے جیسے جمعہ اور جماعت کی حاضری سے۔

۴- وراثت:

وراثت کے باب میں ایک لڑکی لڑکے سے آدھے حصّہ کی حقدار ہوتی ہے جس پر سورہ نساء کی آیت نمبر ۱۱، نص قطعی ہے۔ لیکن اگر لڑکی کا کوئی بھائی نہ ہو یا میت کے صرف بھائی بہن ہوں تو پھر مذکورہ بالا قاعدے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لڑکی کو بہ نسبت لڑکے کے آدھا حصّہ دیا جانا شریعت کے اس اصول پر مبنی ہے کہ "الغرم بالغنم" یعنی منفعت کے حصول میں ذمہ داری کی نسبت کا اعتبار کیا گیا ہے۔ لڑکے کا حصہ اس لیے پورا رکھا گیا ہے کہ ایک کنبہ کی مالی کفالت کا بوجھ اس کے ذمہ ڈال دیا جاتا ہے۔ شادی کے موقع پر مرد نہ صرف مہر کی رقم ادا کرتا ہے بلکہ عورت کے نان نفقہ کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔ فرض کیجئے کہ دو بھائی بہن وراثت میں مذکورہ قاعدے کے مطابق حصّہ پاتے ہیں۔ اب ان کی شادی کا مرحلہ پیش آتا ہے، گو لڑکے کو اپنی بہن کی نسبت دگنا حصّہ ملا ہے لیکن وہ شادی کے موقع پر مہر کی ادائیگی کرے گا اور بیوی اور اولاد کے نان نفقہ کا بوجھ بھی اٹھائے گا۔ اس کے برعکس اس کی بہن اپنی شادی کے موقع پر اپنے شوہر سے مہر وصول کرے گی اور نان نفقہ بھی، جو حصّہ وراثت میں ملا ہے وہ خالصتاً اس کا اپنا ہوگا نہ کہ اس کے شوہر کا۔ غالباً عقیقہ میں بھی اسی حکمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے لڑکے کی ولادت پر دو بکرے اور لڑکی کی ولادت پر ایک بکرا ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قاعدہ "الغرم بالغنم" کا اطلاق صرف مرد و عورت کے معاملہ میں ہی ملحوظ نہیں رکھا گیا بلکہ خود مردوں کے درمیان بھی اس کا خیال رکھا گیا ہے۔ غزوات میں بھی نبی کریم ﷺ مال غنیمت کو تقسیم کرتے وقت گھڑسوار شخص کو دو حصّے اور پاپیادہ کو ایک حصّہ دیا کرتے تھے۔[1]

1- صحيح البخاري، رقم: 4228.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



### ۵- دیت:

وراثت کی طرح عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف رکھی گئی ہے۔ یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ نفس مقتول (چاہے مرد ہو یا عورت) اس کی قیمت نہیں لگائی جارہی بلکہ ایک خاندان کو اپنے ایک فرد کے قتل ہو جانے سے جو مالی نقصان ہوا ہے اس کی تلافی کی کوشش مطلوب ہے۔ مرد چونکہ کاسب ہے اور گھر کی کفالت کی ذمہ داری اٹھاتا ہے اس لیے اس کی دیت عورت کے مقابلہ میں دگنی رکھی گئی ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مقتولہ (عورت) اپنے شوہر کی وفات یا اس کے معذور ہونے کے بنا پر اپنے کنبہ کی کفالت کر رہی تھی تو کیا پھر بھی اس کی دیت نصف رہے گی؟ جواباً عرض ہے کہ اس مسئلہ میں قاضی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ حالات کی مناسبت سے دیت کی مقدار کو بڑھا دے جیسا کہ أشهر حرم (حرمت والے مہینے) یا حرم کی حدود میں قتل کیے جانے والے شخص کی دیت میں قاضی کی صوابدید پر اضافہ کیا گیا۔[1] اور وہ اس لیے کہ جہاں حرم میں نیکی کا اَجر دُگنا ملتا ہے وہاں بُرائی یا جرم کرنے کا گناہ بھی دُھنا ہو جاتا ہے۔ اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ جو شخص حرم میں کسی کو قتل کرے گا وہ دگنی دیت دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

### ۶- طلاق کا حق مرد کے لیے خاص ہے:

بربنائے سورۃ البقرہ کی آیت ۲۳۷ مرد ہی کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے۔ اس مسئلہ میں بھی گھریلو زندگی کو تباہ ہونے سے بچانے کے لیے ایک حکیمانہ تدبیر اختیار کی گئی ہے۔ عورت کی طبیعت میں جذباتیت اور شفقت کا پہلو غالب ہے جس کی وجہ سے وہ بچوں کی تربیت کے لیے مرد کے نسبت زیادہ موزوں ہے، لیکن اگر اسے طلاق دینے کا حق بھی دے دیا جائے تو یہی جذباتیت اسے معمولی معمولی بات پر طلاق دینے پر آمادہ کرلے گی اور کوئی بھی گھر شادی کے آغاز ہی میں اجڑنے سے بچ نہ سکے گا۔ اس کے برعکس ایک مرد معاملہ کے تمام پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس انتہائی اقدام پر مجبور

---

1- مصنف ابن أبي شيبة، 32/9.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہو گا۔ بالفرض اگر وہ بھی عجلت سے کام لیتا ہے تو طلاق کا شرعی طریقہ کہ ہر طہر میں ایک طلاق دی جائے نہ کہ بیک وقت تین طلاقیں اس کی عجلت کا مداوا بن سکتا ہے۔ یعنی اگر عجلت میں اس نے طلاق دے بھی ڈالی تو وہ ایک طلاق دینے کے بعد سوچنے پر مجبور ہو گا اور عین ممکن ہے کہ وہ عورت کی عدّت کے ایام میں اپنا فیصلہ تبدیل کرنے پر آمادہ ہو جائے اور عورت سے رجوع کر لے۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ جہاں مرد کو طلاق کا حق دیا گیا ہے وہاں عورت کے لیے طلاق کا حصول بھی ناممکن نہیں بنایا گیا۔ عورت اگر ناساز حالات کی بنا پر علیحدگی چاہتی ہے تو اس کے لیے خلع کا راستہ کھلا ہے۔ اہل مغرب میں طلاق کی کثرت کا ایک سبب یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ عورتیں معاشی استقلال کی بنا پر اپنے شوہروں سے ادنیٰ اختلاف ہوتے ہی طلاق کا مقدمہ دائر کر دیتی ہیں۔ لیکن ایک اسلامی معاشرہ میں ایک مسلمان عورت اپنے شوہر کے ساتھ زیادہ سے زیادہ نباہ کرنے کی کوشش کرتی ہے جو کہ ایک مستحسن فعل ہے۔

### ۷۔ عورتوں کا ملازمت کرنا یا تجارت کرنا:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ایک گھر میں مرد کفیل نہ ہو یا اس کی آمدنی گھر کے اخراجات کے لیے ناکافی ہو اور عورت کام کرنے پر مجبور ہو تو ایک عورت کے لیے ستر و حجاب کی حدود کے ساتھ تجارت کرنا یا ایسی جگہوں پر کام کرنا جہاں صرف عورتیں ہی ملازم ہوں، بلاتردد جائز ہے۔ ہاں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا قباحت سے خالی نہیں ہے، اس لیے اسلام مردوں کے ساتھ عمومی اختلاط کو ناجائز قرار دیتا ہے۔ تین مواقع پر اختلاط کو برداشت کیا گیا ہے جیسے مساجد میں عبادت کے لیے، تعلیم گاہوں میں تعلیم کے لیے اور میدانِ جہاد میں زخمیوں کی دیکھ بھال کے لیے۔ ان میں سے بھی پہلی دو صورتوں کے لیے علیحدہ جگہ مطلوب ہے اور تیسری شکل میں بھی عورتوں کی ضرورت اسی وقت پیش آسکتی ہے جب کہ زخمیوں کی دیکھ بھال کے لیے نرسنگ سے واقف مردوں کی معقول تعداد میسر نہ ہو۔

جن دفاتر یا اداروں میں عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں وہاں جنسی چھیڑ چھاڑ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(Sexual Harassment) کے واقعات ایک معمول بن چکے ہیں کہ جس کی شکایت اب مغربی خواتین بھی کرنے لگی ہیں اور خواتین سیکرٹریوں کے اپنے آفیسرز کے ساتھ ناجائز تعلقات کے اسکینڈل اکثر اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ اس خرابی کا ازالہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب عدم اختلاط کے اسلامی اصول کو ملحوظ رکھا جائے۔

### ۸۔ عورت کی سربراہی یا وزارت یا سفارت یا پارلیمنٹ کی ممبر سازی:

جہاں تک ایک مملکت کی سربراہی کا تعلق ہے، اسلامی مملکت کا سربراہ نہ صرف انتظامی امور کا نگران ہوتا ہے بلکہ اسے شب و روز عوام کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ وزراء، سفراء کی فوجِ ظفر موج سے نپٹنا پڑتا ہے۔ حالت جنگ میں قائدانہ کردار ادا کرنا ہوتا ہے، اور بعض اوقات جمعہ اور عیدین کے مواقع پر خطابت اور امامت کے فرائض بھی ادا کرنے ہوتے ہیں اور یہ ساری مصروفیات اتنی ہمہ گیر ہیں کہ ایک عورت جو اپنی طبعی خلقت کی بنا پر ہر ماہ بعض معلوم عوارض سے، اور وقفہ وقفہ کے ساتھ حمل و زچگی کے مراحل سے گزرنے پر مجبور ہے، انہیں کماحقہ ادا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتی۔ مرد کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر قوامیت کا درجہ عطا کیا ہے۔ جو عورت ایک گھر میں قوام نہیں بن سکتی وہ سارے ملک کی قوام کیسے بن سکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس سلسلہ میں بالکل واضح ہے:

«لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً». (1)

"وہ قوم فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے امور ایک عورت کے سپرد کر دے۔"

خیر القرون بلکہ مسلمانوں کے دور عروج میں کہیں بھی عورت کو بحیثیت خلیفہ، حاکم یا قاضی کے مقرر نہیں کیا گیا۔ ازواجِ مطہرات اور بالخصوص اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے انہیں کبھی خلافت کے لیے منتخب نہیں کیا گیا۔ اس لیے اس مسئلہ میں عورت کی سربراہی کے لیے شرعی جواز پیدا کرنا اسلامی تعلیمات کا استخفاف ہے۔ جہاں تک پارلیمنٹ یا مسلم مجلس شوریٰ کی عضویت کا تعلق ہے،

---

1- صحيح البخاري، رقم: 4425.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر مسلمان عورت کے لیے پارلیمنٹ کے جھمیلوں میں پڑنا بالکل غیر مناسب ہے:

الف: عورت کی اصل ذمہ داری گھر کی دیکھ بھال اور اولاد کی تربیت ہے، اس عظیم ذمہ داری کے ہوتے ہوئے پارلیمنٹ کے جملہ تقاضوں کا پورا کرنا ممکن نہیں ہے۔

ب: پارلیمنٹ میں شرکت مردوں سے اختلاط کے بغیر ناقابلِ تصور ہے۔ پارلیمنٹ کا اجلاس کئی کئی دن جاری رہتا ہے، جس کے دوران ایک پارٹی کے لوگ اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کے لیے دوسرے ممبروں سے ملاقات کرتے ہیں اور ظہرانوں اور عشائیوں میں شریک ہونے پر مجبور ہوتے ہیں۔

ج: عورت کے لیے ستر و حجاب کی پابندی لازمی ہے لیکن مذکورہ شکل میں بربنائے اختلاط اس کی خلاف ورزی کا قوی امکان ہے اور اس کا مشاہدہ اسمبلی میں موجود خواتین کے طرزِ عمل سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

د: عورت کے لیے ایک دن رات کا سفر بھی بغیر محرم کے ناجائز ہے، پارلیمنٹ کے ممبر خاتون کے لیے صرف پارلیمنٹ کی حاضری مطلوب نہیں ہوتی، بلکہ مختلف کمیٹیوں کی بنا پر وقتاً فوقتاً دورے بھی مطلوب ہوتے ہیں جنہیں اندرونی اور بیرونی دونوں قسموں کے سفر شامل ہیں۔ مشاہدات بتاتے ہیں کہ ایک عورت کے لیے ان تمام اسفار میں محرم کی پابندی مشکل ہے۔ بہر صورت صاحب صلاحیت خواتین سے مشورہ کے لیے کوئی مستحسن صورت اختیار کی جاسکتی ہے جس میں اختلاط کا پہلو نہ ہو۔ جو قباحتیں پارلیمنٹ کی ممبری کے ضمن میں ذکر کی گئی ہیں، عورت کے سفیر یا وزیر ہونے میں بھی ان کا پایا جانا ضروری ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مرد اور عورت حیاتیاتی لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، انہیں ایک دوسرے کا مثنیٰ (Duplicate) کہنا مناسب نہ ہوگا بلکہ وہ ایک دوسرے کا تکملہ (Complement) ہیں تاکہ تقسیم کار کے اصول کے تحت ایک دوسرے میں جو کمی ہے اسے پورا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کر سکیں۔

مرد اور عورت کے حیاتیاتی فرق کو نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر الکسس کیرل نے اپنی کتاب Man the Unknown میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور آخر میں یہ حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا ہے:

"مرد اور عورت کے درمیان جو فرق پائے جاتے ہیں وہ محض جنسی اعضاء کی خاص شکل، رحم کی موجودگی، حمل یا طریقہ تعلیم کی وجہ سے نہیں ہیں۔ وہ اس سے زیادہ بنیادی نوعیت کے ہیں، وہ خود نسیجوں کی بناوٹ سے پیدا ہوتے ہیں اور پورے نظام جسمانی میں خصوصی کیمیائی مادے کے سرایت کرنے سے ہوتے ہیں جو کہ خصیۃ الرحم سے نکلتے ہیں۔ ان بنیادی حقیقتوں سے بے خبری نے ترقی نسواں کے حامیوں کو اس عقیدہ تک پہنچایا ہے کہ دونوں صنفوں کے لیے ایک طرح کی تعلیم ایک طرح کے اختیارات اور ایک طرح کی ذمہ داریاں ہونی چاہئیں۔ باعتبار حقیقت عورت نہایت گہرے طور پر مرد سے مختلف ہے۔ عورت کے جسم کے ہر خلیہ میں زنانہ پن کا اثر موجود ہوتا ہے، یہی بات اس کے اعضاء کے بارے میں بھی درست ہے اور سب سے بڑھ کر اس کے اعصابی نظام کے بارے میں۔ عضویاتی قوانین بھی اتنا ہی اٹل ہیں جتنا کہ فلکیاتی قوانین اٹل ہیں، ان کو انسانی خواہشوں سے بدلا نہیں جاسکتا۔ ہم مجبور ہیں کہ ان کو اسی طرح مانیں جس طرح کہ وہ ہیں۔ عورتوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی صلاحیتوں میں خود کو اپنی فطرت کے مطابق ترقی دیں، وہ مردوں کی نقل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ تہذیب کی ترقی میں ان کا حصہ اس سے زیادہ ہے جتنا مردوں کا ہے، انہیں اپنے مخصوص عمل کو ہرگز چھوڑنا نہیں چاہیئے۔"(1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رہا عورتوں کا یہ مطالبہ کہ چونکہ ملک میں ان کی نسبت ۵۶ فیصد ہے اس لیے اسی تناسب سے انہیں بھی زندگی کے مختلف شعبوں میں نمائندگی ملنی چاہئے تو یہ مطالبہ ان نسلی، لسانی اور صوبائی نعروں سے مختلف نہیں جس نے صرف نفرت کو جنم دیا ہے اور ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچایا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ میں مرد و عورت ایک دوسرے سے ہیں ﴿بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ﴾[1] وہ ایک دوسرے کے لیے لباس ہیں ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾[2] ان کا آپس کا تعلق محبت و رحمت کا ہے ﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾[3] نہ کہ کشمکش اور تصادم کا، اور جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے دونوں ایک دوسرے کے مقابلے کے میدان میں نہیں بلکہ تعاون کے میدان ہی میں زندگی کی گاڑی کو ساحل مراد تک پہنچا سکتے ہیں۔

آخر میں گزارش ہے کہ ایک مرد و عورت کے لیے اصل مقصود رضائے الٰہی اور جنت کے انعامات ہیں، ایک مرد کے لیے اگر یہ مقصد دعوت و تبلیغ، جہاد و قتال اور مسلسل جدوجہد سے حاصل ہوتا ہے تو ایک عورت کو اس کی بشارت ان الفاظ میں دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ».[4]

"اگر ایک عورت پنج وقتہ نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ جس دروازے سے بھی چاہو۔"

---

1- (آل عمران: 195)
2- (البقرۃ:187)
3- (الروم:21)
4- المعجم الأوسط للطبراني، رقم:4715، واللفظ له، صحيح ابن حبان، رقم:4163.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# یادداشت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "